بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

1133

آیت نمبر(24تا30)

ف ر ع

(ف)	فَرْعًا	(ا)بلندی پر چڑھنا(۲)پستی میں اترنا۔
	فَرْعٌ	اسم ذات بھی ہے۔کسی چیز کا اوپر کا حصہ جو اس کی جڑ سے نکلا ہو۔جیسی درخت کی شاخ۔زیر مطالعہ آیت۔24

ج ث ث

(ن)	جَثًّا	کسی کی جڑ کاٹنا۔
(افتعال)	اِجْتِثَاثًا	کسی کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنا۔زیر مطالعہ آیت۔26۔

ب و ر

(ن)	بَوْرًا	(ا)کساد بازاری ہونا۔گھاٹا ہونا۔(۲)ہلاک ہونا۔تباہ و برباد ہونا۔﴿ یَرْجُوْنَ تِجَارَةً لَّنْ تَبُوْرَ ﴾(35/فاطر:29)''وہ لوگ امید رکھتے ہیں ایسی تجارت کی جس میں ہرگز گھاٹا نہیں ہو گا۔''﴿ وَمَكْرُ اُولٰٓىِٕكَ هُوَ يَبُوْرُ ﴾(35/فاطر:10)''اور ان لوگوں کی چالبازی!وہ ہی تباہ و برباد ہوگی۔''
	بَوَارٌ	اسم ذات ہے۔ہلاکت۔تباہی۔زیر مطالعہ آیت۔28
	بُوْرٌ	یہ اسم الفاعل بَآئِرٌ کی جمع بھی ہے اور یہ لفظ خود بھی واحد،جمع،مذکر،مونث سب کے لئے آتا ہے۔ہلاک ہونے والا۔﴿ وَكَانُوْا قَوْمًۢا بُوْرًا ۝۱۸ ﴾(25/الفرقان:18)''اور وہ لوگ تھے ایک ہلاک ہونے والی قوم۔''

ترکیب

(آیت۔24)ضَرَبَ کا مفعول مَثَلًا ہے جبکہ كَلِمَةً طَيِّبَةً اس کا بدل ہونے کی وجہ سے حالت نصب میں ہے۔(آیت۔26)مَثَلُ كَلِمَةٍ خَبِيْثَةٍ مرکب اضافی اور مبتدا ہے جبکہ كَشَجَرَةٍ خَبِيْثَةٍ اس کی خبر ہے۔(آیت۔28)بَدَّلُوْا کے دو مفعول آتے ہیں۔نِعْمَتَ اللّٰهِ اس کا مفعول اول ہے۔اس کا مفعول ثانی محذوف ہے جو بِسَخَطِ اللّٰهِ یا بِغَضَبِ اللّٰهِ ہوسکتا ہے جبکہ كُفْرًا حال ہونے کی وجہ سے منصوب ہوا ہے۔(آیت۔29)يَصْلَوْنَ مادہ ''ص ل ی'' میں باب سمع سے مضارع کا جمع مذکر غائب کا صیغہ ہے۔اگر یہ باب ضَرَبَ سے ہوتا تو يَصْلُوْنَ آتا اور اگر مادہ ''و ص ل'' سے ہوتا تو يَصِلُوْنَ آتا۔

ترجمہ:

كَلِمَةً	مَثَلًا	اللّٰهُ	ضَرَبَ	كَيْفَ	لَمْ تَرَ	اَ
ایک ایسی پاکیزہ بات کی ہے جو	ایک مثال جو	اللہ نے	بیان کی	کیسے	آپ ﷺ نے غور نہیں کیا	کیا

فِي السَّمَآءِ ۝۲۴	وَّفَرْعُهَا	ثَابِتٌ	اَصْلُهَا	طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ
آسمان میں ہے	اور اس کی شاخ	جمی رہنے والی ہے	اس کی جڑ	ایک پاکیزہ درخت کی مانند ہے

تُؤۡتِیۡۤ	اُكُلَهَا	كُلَّ حِیۡنٍۢ	بِاِذۡنِ رَبِّهَا ؕ	وَیَضۡرِبُ	اللّٰهُ	1133 الۡاَمۡثَالَ
وہ دیتا ہے	اپنے پھل	ہروقت	اپنے رب کی اجازت سے	اور بیان کرتا ہے	اللہ	مثالیں

لِلنَّاسِ	لَعَلَّهُمۡ	یَتَذَكَّرُوۡنَ ۲۵	وَمَثَلُ كَلِمَةٍ خَبِیۡثَةٍ	كَشَجَرَةٍ خَبِیۡثَةِ
لوگوں کے لئے	شاید وہ لوگ	نصیحت حاصل کریں	اور کسی گندی بات کی مثال	ایک ایسے گندے درخت کی مانند ہے

اجۡتُثَّتۡ	مِنۡ فَوۡقِ الۡاَرۡضِ	مَا لَهَا	مِنۡ قَرَارٍ ۲۶	یُثَبِّتُ	اللّٰهُ
جس کو اکھاڑا گیا	زمین کے اوپر سے	نہیں ہے اس کے لئے	کوئی بھی ٹھہراو	جما دیتا ہے	اللہ

الَّذِیۡنَ	اٰمَنُوۡا	بِالۡقَوۡلِ الثَّابِتِ	فِی الۡحَیٰوةِ الدُّنۡیَا	وَفِی الۡاٰخِرَةِ ۚ
ان لوگوں کو جو	ایمان لائے	جم جانے والی بات سے	دنیوی زندگی میں	اور آخرت میں (بھی)

وَیُضِلُّ	اللّٰهُ	الظّٰلِمِیۡنَ ۙ	وَیَفۡعَلُ	اللّٰهُ	مَا	یَشَآءُ ۲۷	اَ	لَمۡ تَرَ
اور گمراہ کرتا ہے	اللہ	ظلم کرنے والوں کو	اور کرتا ہے	اللہ	وہ جو	وہ چاہتا ہے	کیا	آپ نے غور نہیں کیا

اِلَی الَّذِیۡنَ	بَدَّلُوۡا	نِعۡمَتَ اللّٰهِ	كُفۡرًا	وَّاَحَلُّوۡا	قَوۡمَهُمۡ
ان کی طرف جنہوں نے	تبدیل کیا	اللہ کی نعمت کو	ناشکری کرتے ہوئے	اور انہوں نے اتارا	اپنی قوم کو

دَارَ الۡبَوَارِ ۲۸	جَهَنَّمَ ۚ	یَصۡلَوۡنَهَا ؕ	وَبِئۡسَ	الۡقَرَارُ ۲۹
تباہی کے گھر میں	جو جہنم ہے	وہ لوگ گریں گے اس میں	اور کتنا برا ہے	یہ ٹھہرنا

وَجَعَلُوۡا	لِلّٰهِ	اَنۡدَادًا	لِّیُضِلُّوۡا	عَنۡ سَبِیۡلِهٖ ؕ	قُلۡ
اور انہوں نے بنائے	اللہ کے لئے	مدمقابل	تاکہ وہ گمراہ کریں (لوگوں کو)	اس کے راستے سے	آپ کہئے

تَمَتَّعُوۡا	فَاِنَّ	مَصِیۡرَكُمۡ	اِلَی النَّارِ ۳۰
تم لوگ فائدہ اٹھالو	پھر بیشک	تمہارا لوٹنا	آگ کی طرف ہے

نوٹ۔1

كَلِمَةً طَيِّبَةً سے کلمہ توحید اور اس پر مبنی عقائد و نظریات ہیں۔ شَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ وہ درخت جو پھل دینے والا، سایہ دار اور نفع بخش ہو۔ درخت چونکہ زمین اور فضا دونوں سے غذا اور قوت حاصل کرتا ہے اس لئے فرمایا کہ اَصۡلُهَا ثَابِتٌ وَّ فَرۡعُهَا فِی السَّمَآءِ یعنی زمین میں اس کی جڑیں اتری ہوئی ہونے کے سبب سے زمین سے بھی اسے پوری غذا مل رہی ہے اور شاخیں فضا میں پھیلی ہوئی ہونے کی وجہ سے فضا بھی اس کی پرورش میں پورا پورا حصہ لے رہی ہے۔

کلمہ توحید کی تمثیل ایک ایسے درخت سے دے کر قرآن نے ایک حقیقت تو یہ واضح فرمائی کہ اس کی جڑیں انسانی عقل و فطرت کے اندر بھی گہری اتری ہوئی ہیں اور عنداللہ بھی یہ سب سے زیادہ قدر و قیمت رکھنے والی حقیقت ہے۔ دوسری حقیقت یہ واضح فرمائی کہ اس کو انسانی فطرت کے اندر سے بھی برابر غذا اور قوت حاصل ہوتی رہتی ہے اور اوپر سے بھی برابر ترشحات (یعنی سکینت) نازل ہوتے رہتے

ہیں۔ تیسری حقیقت یہ واضح فرمائی کہ اس کی برکات ابدی اور دائمی ہیں۔ اس کا فیض ہمیشہ جاری رہتا ہے۔ 1133 جس کے سینہ میں یہ نور موجود ہے وہ ہمیشہ آسودہ اور شادکام رہتا ہی۔ (تدبر قرآن)

نوٹ۔2

زندگی کی گہماگہمی میں کبھی کبھار اللہ کے کسی ایسے بندے سے ملاقات ہوجاتی ہے جس نے توحید پر مبنی عقائد ونظریات سے اپنے سینے کو اباد کیا ہوا ہے اور ان کے برکات وثمرات سے فیض یاب بھی ہو رہا ہے، تو اس وقت ایک شعر ضرور ذہن میں آتا ہے۔ وہ پیش خدمت ہے۔ جگر مرحوم کا شعر ہے جس میں ایک لفظ تبدیل کر دیا گیا ہے۔

ہستی مومن اللہ اللہ	فرش نشیں اور عرش نشیمن

آیت نمبر (31 تا 34)

ح ص ی

(ض) حَصْیًا (۱) کنکری سے مارنا۔ (۲) کنکری پر گنتی کرنا۔

(افعال) اِحْصَاءً (۱) کسی چیز کی گنتی کو پورا کرنا۔ شمار مکمل کرنا۔ (۲) کسی کام کا حق پورا کرنا۔ نباہ کرنا (۳) گھیر لینا۔ احاطہ کرنا۔ زیر مطالعہ آیت۔34۔ ﴿عَلِمَ اَنْ لَّنْ تُحْصُوْهُ فَتَابَ عَلَيْكُمْ﴾ (73/ مزمل:20) ''اس نے یعنی اللہ نے جانا کہ تم لوگ ہرگز نہ نباہ سکو گے اس کو تو اس نے شفقت کی تم لوگوں پر۔'' ﴿لَا يُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَّ لَا كَبِيْرَةً اِلَّآ اَحْصٰىهَا﴾ (18/ الکہف:49) ''یہ نہیں چھوڑتی کوئی چھوٹی اور نہ کوئی بڑی سوائے اس کے کہ گھیر لیا اس کو۔''

ترکیب

(آیت۔31) یُقِیْمُوْا اور یُنْفِقُوْا کے نون اعرابی گرے ہوئے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ ان کے لام امر محذوف ہیں اور یہ فعل امر غائب کے صیغے ہیں۔ (آیت۔34) لَا تُحْصُوْهَا میں جو لَا ہے یہ لائے نہی نہیں ہے بلکہ لائے نفی ہے اور تُحْصُوْا دراصل اِنْ کا جواب شرط ہونے کی وجہ سے مجزوم ہوا ہے۔

ترجمہ:

قُلْ	لِّعِبَادِیَ الَّذِیْنَ	اٰمَنُوْا	یُقِیْمُوا	الصَّلٰوۃَ
آپ کہہ دیجئے	میرے ان بندوں سے جو	ایمان لائے کہ	چاہیے کہ وہ لوگ قائم رکھیں	نماز کو
وَیُنْفِقُوْا	مِمَّا	رَزَقْنٰھُمْ	سِرًّا	وَّعَلَانِیَۃً
اور چاہیے کہ وہ لوگ خرچ کریں	اس میں سے جو	ہم نے عطا کیا ان کو	پوشیدہ	اور علانیہ

مِّنْ قَبْلِ	اَنْ	یَّاْتِیَ	یَوْمٌ	لَّا بَیْعٌ	فِیْهِ	وَلَا خِلٰلٌ ﴿۳۱﴾
اس سے پہلے	کہ	آئے	ایک ایسا دن	کوئی سودا نہیں ہے	جس میں	اور نہ ہی دوستی
اَللّٰهُ	الَّذِیْ	خَلَقَ	السَّمٰوٰتِ	وَالْاَرْضَ	وَاَنْزَلَ	مِنَ السَّمَآءِ
اللہ	وہ ہے جس نے	پیدا کیا	آسمانوں کو	اور زمین کو	اور اسنے اتارا	آسمانوں سے
مَآءً	فَاَخْرَجَ	بِهٖ	مِنَ الثَّمَرٰتِ	رِزْقًا	لَّكُمْ	وَسَخَّرَ
پانی	پھر اس نے نکالے	اس سے	پھل	بطور رزق	تمہارے لئے	اور اس نے مطیع کیا

لَكُمُ	الْفُلْكَ	لِتَجْرِيَ	فِي الْبَحْرِ	بِاَمْرِهٖ ج	وَسَخَّرَ	لَكُمُ 1133
تمہارے لئے	کشتی کو	تاکہ وہ بہے	سمندر میں	اس کے حکم سے	اوراس نے مطیع کیا	تمہارے لئے

الْاَنْهٰرَ ج ۳۲	وَسَخَّرَ	لَكُمُ	الشَّمْسَ	وَالْقَمَرَ	دَآىِٕبَيْنِ ج
نہروں کو	اوراس نے مسخر کیا	تمہارے لئے	سورج کو	اور چاند کو	مسلسل چلنے والے ہوتے ہوئے

وَسَخَّرَ	لَكُمُ	الَّيْلَ	وَالنَّهَارَ ج ۳۳	وَاٰتٰىكُمْ
اوراس نے مسخر کیا	تمہارے لئے	رات کو	اوردن کو	اوراس نے دیا تم لوگوں کو
مِّنْ كُلِّ مَا	سَاَلْتُمُوْهُ ط	وَاِنْ	تَعُدُّوْا	نِعْمَتَ اللّٰهِ
اس کے سب میں سے جو	تم لوگوں نے مانگا اس سے	اور اگر	تم لوگ گنتی کروگے	اللہ کی نعمت کی
لَا تُحْصُوْهَا ط	اِنَّ	الْاِنْسَانَ	لَظَلُوْمٌ	كَفَّارٌ ع ۳۴
توشمار پورا نہ کرپاؤ گے اس کا	بیشک	انسان	یقیناً بے انتہا ظلم کرنے والا ہے	انتہائی ناشکرا ہے

نوٹ۔1

وَاٰتٰىكُمْ مِّنْ كُلِّ مَا سَاَلْتُمُوْهُ کا مطلب قاضی بیضاویؒ نے یہ بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو ہر وہ چیز دے دی جو مانگنے کے قابل ہے خواہ انسان نے مانگی ہو یا نہ مانگی ہو۔ (معارف القرآن)

آیت نمبر (35 تا 41)

ترکیب

(آیت۔35) وَاجْنُبْ کا مفعول ہونے کی وجہ سے بَنِيَّ حالت نصب میں ہے۔ یہ لفظ بَنِيْنَ تھا۔ مضاف ہونے کی وجہ سے نون اعرابی گرا تو بَنِيْ باقی بچا پھر اس پر مضاف الیہ یائے متکلم داخل ہوئی تو بَنِيَّ استعمال ہوا۔ (آیت۔37)۔ بِوَادٍ نکرہ مخصوصہ ہے اوراس کی خصوصیت یعنی صفت ہونے کی وجہ سے غَيْرِ حالت جر میں آیا ہے۔ (آیت۔40) تَقَبَّلْ کے مفعول دُعَاءِ پر نہ تو لام تعریف ہے، نہ تنوین ہے اور یہ حالت جر میں ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ دراصل مضاف دُعَاءَ تھا۔ اس پر مضاف الیہ یائے متکلم داخل ہوا تو دُعَاءِيْ ہوگیا۔ یہاں یائے متکلم گری ہوئی ہے۔

ترجمہ:

وَاِذْ	قَالَ	اِبْرٰهِيْمُ	رَبِّ	اجْعَلْ	هٰذَا الْبَلَدَ	اٰمِنًا
اور جب	کہا	ابراہیمؑ نے	اے میرے رب	تو بنا	اس شہر کو	امن میں ہونے والا

وَّاجْنُبْنِيْ	وَبَنِيَّ	اَنْ	نَّعْبُدَ	الْاَصْنَامَ ط ۳۵
اور تو دور کردے مجھ کو	اور میرے بیٹوں کو	کہ	ہم عبادت کریں	بتوں کی

رَبِّ	اِنَّهُنَّ	اَضْلَلْنَ	كَثِيْرًا	مِّنَ النَّاسِ ج	فَمَنْ	تَبِعَنِيْ
اے میرے رب	بیشک انہوں نے	گمراہ کیا	بہتوں کو	لوگوں میں سے	پس جس نے	پیروی کی میری

فَاِنَّهٗ	مِنِّيْ ج	وَمَنْ	عَصَانِيْ	فَاِنَّكَ	غَفُوْرٌ
تو بیشک وہ	مجھ میں سے ہے	اور جس نے	نافرمانی کی میری	تو بیشک تو	بے انتہا بخشنے والا ہے

رَّحِيْمٌ ۝٣٦	رَبَّنَآ	اِنِّيْٓ	اَسْكَنْتُ	1133 مِنْ ذُرِّيَّتِيْ
ہر حال میں رحم کرنے والا ہے	اے ہمارے رب	بیشک میں نے	بسادیا	اپنی اولاد میں سے (ایک کو)

بِوَادٍ	غَيْرِ ذِيْ زَرْعٍ	عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ ۙ	رَبَّنَا
ایک ایسی وادی میں جو	کھیتی والی نہیں ہے	تیرے محترم گھر کے پاس	اے ہمارے رب

لِيُقِيْمُوا	الصَّلٰوةَ	فَاجْعَلْ	اَفْىِٕدَةً	مِّنَ النَّاسِ
تاکہ وہ لوگ قائم رکھیں	نماز کو	پس تو بنادے	کچھ دلوں کو	لوگوں میں سے
تَهْوِيْٓ	اِلَيْهِمْ	وَارْزُقْهُمْ	مِّنَ الثَّمَرٰتِ	لَعَلَّهُمْ
(کہ) وہ مائل ہوتے ہوں	ان کی طرف	اور تو رزق دے ان کو	پھلوں میں سے	شائد وہ لوگ

يَشْكُرُوْنَ ۝٣٧	رَبَّنَآ	اِنَّكَ	تَعْلَمُ	مَا	نُخْفِيْ	وَمَا
شکرادا کریں	اے ہمارے رب	بیشک تو	جانتا ہے	اس کو جو	ہم چھپاتے ہیں	اور اس کو جو

نُعْلِنُ ۭ	وَمَا يَخْفٰى	عَلَى اللّٰهِ	مِنْ شَيْءٍ	فِي الْاَرْضِ
ہم آشکار کرتے ہیں	اور پوشیدہ نہیں ہوتی ہے	اللہ پر	کوئی بھی چیز	زمین میں
وَلَا فِي السَّمَاۗءِ ۝٣٨	اَلْحَمْدُ	لِلّٰهِ الَّذِيْ	وَهَبَ	لِيْ
اور نہ ہی آسمان میں	تمام حمد	اس اللہ کے لئے ہے جس نے	عطا کیا	مجھے

عَلَى الْكِبَرِ	اِسْمٰعِيْلَ	وَاِسْحٰقَ ۭ	اِنَّ	رَبِّيْ	لَسَمِيْعُ الدُّعَاۗءِ ۝٣٩
بڑھاپے کے باوجود	اسماعیلؑ	اور اسحاقؑ	بیشک	میرا رب	یقینا دعا کو سننے والا ہے

رَبِّ	اجْعَلْنِيْ	مُقِيْمَ الصَّلٰوةِ	وَمِنْ ذُرِّيَّتِيْ ڰ	رَبَّنَا
اے میرے رب	تو بنادے مجھ کو	نماز کو قائم رکھنے والا	اور میری اولاد میں سے (بھی)	اے ہمارے رب
وَتَقَبَّلْ	دُعَاۗءِ ۝٤٠	رَبَّنَا	اغْفِرْ لِيْ	وَلِوَالِدَيَّ
اور تو قبول کر	میری دعا کو	اے ہمارے رب	تو بخش دینا مجھ کو	اور میرے والدین کو

وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ	يَوْمَ	يَقُوْمُ	الْحِسَابُ ۝٤١ ع
اور تمام ایمان لانے والوں کو	جس دن	قائم ہوگا	حساب

آیت نمبر (42تا46)

ش خ ص

(ف) شُخُوْصًا آنکھوں کا کھلا رہ جانا۔ ٹکٹکی لگنا۔ زیر مطالعہ آیت۔42۔

	شَاخِصَةٌ	اسم فاعل ہے۔کھلی رہ جانے والی۔﴿ فَاِذَا هِيَ شَاخِصَةٌ اَبْصَارُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ﴾[1133] (21/الانبیاء:97)''تو جب ہی کھلی رہ جانے والی ہیں ان کی آنکھیں جنہوں نے کفر کیا۔''

ھ ط ع

(ف)	هَطْعًا	جلدی جلدی چلنا۔لپکنا۔دوڑنا۔
(افعال)	اِهْطَاعًا	ثلاثی مجرد کا ہم معنی ہے۔
	مُهْطِعٌ	لپکنے والا۔دوڑنے والا۔زیر مطالعہ آیت۔43۔

ق ن ع

(ک)	قَنَاعَةً	جو کچھ حصہ میں آئے اس پر راضی ہونا۔
	قَانِعٌ	قناعت کرنے والا۔﴿ وَاَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ ؕ﴾ (22/الحج:36)''اور تم لوگ کھلاؤ قناعت کرنے والے کو اور مانگنے والے کو۔''
(ف)	قُنُوْعًا	پہاڑ پر چڑھنا۔بلند ہونا۔
(افعال)	اِقْنَاعًا	بلند کرنا۔
	مُقْنِعٌ	بلند کرنے والا۔زیر مطالعہ آیت۔43۔

ز و ل

(ن)	زَوَالًا	اپنی جگہ چھوڑ کر کسی جانب مائل ہونا۔ہٹ جانا۔ٹل جانا۔زیر مطالعہ آیت۔44۔46

ترجمہ:

وَلَا تَحْسَبَنَّ	اللّٰهَ	غَافِلًا	عَمَّا	يَعْمَلُ	الظّٰلِمُوْنَ ۬ؕ
اور آپؐ ہرگز گمان مت کریں	اللہ کو	غافل	اس سے جو	عمل کرتے ہیں	ظالم لوگ

اِنَّمَا	يُؤَخِّرُ	هُمْ	لِيَوْمٍ	تَشْخَصُ
کچھ نہیں سوائے اس کے کہ	وہ مؤخر کرتا ہے (مہلت دیتا ہے)	ان کو (پکڑنے میں)	ایک ایسے دن کے لئے	کھلی کی کھلی رہ جائیں گی

فِيْهِ	الْاَبْصَارُ ﴿۴۲﴾ لا	مُهْطِعِيْنَ	مُقْنِعِيْ رُءُوْسِهِمْ
جس میں	آنکھیں	دوڑنے والے ہوتے ہوئے	اپنے سروں کو اٹھائے ہوئے

لَا يَرْتَدُّ	اِلَيْهِمْ	طَرْفُهُمْ ج	وَاَفْـِٕدَتُهُمْ	هَوَآءٌ ﴿۴۳﴾ ؕ	وَاَنْذِرِ
نہیں پلٹے گی	ان کی طرف	ان کی نگاہیں	اور ان کے دل	ڈولتے ہوں گے	اور آپ خبردار کریں
النَّاسَ	يَوْمَ	يَاْتِيْهِمُ	الْعَذَابُ	فَيَقُوْلُ	الَّذِيْنَ
لوگوں کو	ایسے دن سے جب	پہنچے گا ان کو	عذاب	پھر کہیں گے	وہ لوگ جنہوں نے

ظَلَمُوْا	رَبَّنَآ	اَخِّرْنَآ	اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ	1133 نُّجِبْ
ظلم کیا	اے ہمارے رب	تو مہلت دے ہم کو	ایک قریبی مدت تک	تو ہم قبول کریں گے

دَعْوَتَكَ	وَنَتَّبِعِ	الرُّسُلَ	اَوَ	لَمْ تَكُوْنُوْٓا	اَقْسَمْتُمْ
تیری دعوت کو	اور ہم پیروی کریں گے	رسولوں کی	تو کیا	تم لوگ نہیں تھے	(کہ) تم لوگوں نے قسم کھائی

مِّنْ قَبْلُ	مَا لَكُمْ	مِّنْ زَوَالٍ ﴿۴۴﴾	وَّسَكَنْتُمْ
اس سے پہلے	(کہ) تمہارے لئے نہیں ہے	کہیں بھی ہٹ کر جانا	اور تم لوگوں نے سکونت اختیار کی

فِيْ مَسٰكِنِ الَّذِيْنَ	ظَلَمُوْٓا	اَنْفُسَهُمْ	وَتَبَيَّنَ	لَكُمْ	كَيْفَ
ان کے ٹھکانوں میں جنہوں نے	ظلم کیا	اپنی جانوں پر	اور واضح ہوا	تمہارے لئے	(کہ) کیسا

فَعَلْنَا	بِهِمْ	وَضَرَبْنَا	لَكُمُ	الْاَمْثَالَ ﴿۴۵﴾	وَقَدْ مَكَرُوْا
ہم نے کیا	ان کے ساتھ	اور ہم نے بیان کیں	تمہارے لئے	تمام مثالیں	اور وہ چالیں چل چکے

مَكْرَهُمْ	وَعِنْدَ اللّٰهِ	مَكْرُهُمْ	وَاِنْ	كَانَ
اپنی چالبازی کی	اور اللہ کے سامنے ہیں	ان کی چالیں	اور واقعی	تھیں

مَكْرُهُمْ	لِتَزُوْلَ	مِنْهُ	الْجِبَالُ ﴿۴۶﴾
ان کی چالیں ایسی	کہ ٹل جائیں	ان سے	پہاڑ

نوٹ۔1

(آیت۔۴۵) میں اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ دوسری قوموں کی مثالیں ہم نے بیان کیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ فاعل حقیقی ہے۔ لیکن اسباب وعلل کی اس دنیا میں اس کا ظہور اس طرح تھا کہ دوسری قوموں کے حالات وواقعات اللہ تعالیٰ نے لوک کہانیوں میں محفوظ کرا دیئے تھے۔ مقصد یہ تھا کہ لوگ عبرت حاصل کریں اور اپنا طرز عمل درست کریں لیکن لوگوں نے اسے محض ایک تفریح کا ذریعہ بنا لیا۔ وہی حالات وواقعات اب تاریخ کی کتابوں میں محفوظ ہیں۔ آج بھی پڑھتے ہیں بلکہ بڑی بڑی ریسرچ کرتے ہیں لیکن عبرت نہیں پکڑتے ہیں۔ اِلَّا مَاشَاءَ اللّٰهُ۔

آیت نمبر (47 تا 52)

ص ف د

(ض) صَفْدًا: قید کرنا۔ ہتھکڑی لگانا۔ بیڑی ڈالنا۔

صَفَدٌ: ج اَصْفَادٌ۔ ہتھکڑی۔ بیڑی۔ زیر مطالعہ آیت۔49۔

س ر ب ل

(رباعی) سِرْبَالًا: قمیص یا کرتا پہنانا۔

1133
سِرْبَالٌ — ج سَرَابِيْلُ۔ اسم ذات بھی ہے۔ قمیص یا کرتا خواہ کسی چیز سے بنا ہوا ہو۔ زیر مطالعہ آیت۔ 50

ق ط ر

(ن) قَطْرًا — (۱) کسی کو پہلو پر گرا دینا۔ (۲) پانی کا جاری ہونا بہنا۔ (کثیر المعانی لفظ ہے)

قُطْرٌ — ج اَقْطَارٌ۔ کسی چیز کا پہلو۔ کنارہ۔ ﴿اِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ تَنْفُذُوْا مِنْ اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ فَانْفُذُوْا﴾ (55/الرحمن:33) ''اگر تمہیں طاقت ہے کہ تم لوگ نکل جاؤ آسمانوں اور زمین کے کناروں سے تو نکل جاؤ۔''

قِطْرٌ — پگھلا ہوا تانبا۔ ﴿وَ اَسَلْنَا لَهٗ عَيْنَ الْقِطْرِ﴾ (34/سبا:12) ''اور بہایا ہم نے ان کے لئے پگھلے ہوئے تانبے کا چشمہ۔''

قِطْرَانٌ — ایک روغنی سیال مادہ جو صنوبر جیسے درخت سے حاصل کیا جاتا ہے۔ تارکول۔ گندھک۔ زیر مطالعہ آیت۔ 50۔

ترجمہ:

فَلَا تَحْسَبَنَّ	اللّٰهَ	مُخْلِفَ وَعْدِهٖ	رُسُلَهٗ	اِنَّ اللّٰهَ
پس آپؐ ہرگز گمان مت کریں	اللہ کو	اپنے وعدہ کے خلاف کرنے والا	اپنے رسولوں سے	بیشک اللہ

عَزِيْزٌ	ذُو انْتِقَامٍ (47)	يَوْمَ	تُبَدَّلُ	الْاَرْضُ	غَيْرَ الْاَرْضِ
بالادست ہے	انتقام لینے والا ہے	جس دن	تبدیل کی جائے گی	یہ زمین	اس زمین کے علاوہ سے

وَالسَّمٰوٰتُ	وَبَرَزُوْا	لِلّٰهِ	الْوَاحِدِ	الْقَهَّارِ (48)
اور سارے آسمان (بھی)	اور وہ لوگ سامنے آئیں گے	اللہ کے	جو واحد ہے	پوری طرح غالب ہے
وَتَرَى	الْمُجْرِمِيْنَ	يَوْمَئِذٍ	مُقَرَّنِيْنَ	فِي الْاَصْفَادِ (49)
اور آپؐ دیکھیں گے	مجرموں کو	اس دن	جکڑے ہوئے	بیڑیوں میں
سَرَابِيْلُهُمْ	مِّنْ قَطِرَانٍ	وَّتَغْشٰى	وُجُوْهَهُمُ	النَّارُ (50)
ان کے کرتے	گندھک کے ہوں گے	اور ڈھانک لے گی	ان کے چہروں کو	آگ

لِيَجْزِيَ	اللّٰهُ	كُلَّ نَفْسٍ	مَّا	كَسَبَتْ	اِنَّ اللّٰهَ
تاکہ جزا دے	اللہ	ہر ایک جان کو	وہ جو	اس نے کمایا	بیشک اللہ

سَرِيْعُ الْحِسَابِ (51)	هٰذَا	بَلٰغٌ	لِّلنَّاسِ	وَلِيُنْذَرُوْا	بِهٖ	وَلِيَعْلَمُوْٓا
جلد حساب لینے والا ہے	یہ	پیغام ہے	لوگوں کے لیے	اور تاکہ لوگ خبردار کئے جائیں	اس سے	اور تاکہ لوگ جان لیں کہ

اَنَّمَا	هُوَ	اِلٰهٌ وَّاحِدٌ	وَّلِيَذَّكَّرَ	اُولُوا الْاَلْبَابِ (52)
کچھ نہیں سوائے اس کے کہ	وہ	ایک خدا ہے	اور تاکہ یاد دہانی حاصل کریں	عقل والے

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

1133

سورۃ الحجر (15)

آیت نمبر (1 تا 5)

ء	م	ل

(ن) اَمَلًا امید کرنا۔

اَمَلٌ اسم ذات بھی ہے۔ امید۔ زیر مطالعہ آیت۔3۔

ترکیب

(آیت۔1) اٰیٰتُ مضاف ہے۔ اَلْکِتٰبِ اس کا پہلا مضاف الیہ ہے۔ اور قُرْاٰنٍ مُّبِیْنٍ اس کا دوسرا مضاف الیہ ہونے کی وجہ سے حالت جر میں آیا ہے۔ (آیت۔3) ذَرْ فعل امر ہے۔ اس کا جواب امر ہونے کی وجہ سے یَاْکُلُوْا۔ یَتَمَتَّعُوْا۔ اور یُلْھِ مجزوم آئے ہیں۔ (آیت۔4) اَھْلَکْنَا کا مفعول ہونے کی وجہ سے مِنْ قَرْیَۃٍ محلاً حالت نصب میں ہے۔ (آیت۔5) تَسْبِقُ کا فاعل ہونے کی وجہ سے مِنْ اُمَّۃٍ محلاً حالت رفع میں ہے۔

ترجمہ:

الٓرٰ ۚ	تِلْكَ	اٰيٰتُ الْكِتٰبِ	وَقُرْاٰنٍ مُّبِيْنٍ ①	رُبَمَا	يَوَدُّ
......	یہ	اس کتاب کی آیتیں ہیں	اور واضح قرآن کی	بہت ہی	خواہش کریں گے
الَّذِيْنَ	كَفَرُوْا	لَوْ	كَانُوْا	مُسْلِمِيْنَ ②	ذَرْ
وہ لوگ جنہوں نے	انکار کیا	کاش	وہ ہوتے	فرمانبرداری کرنے والے	آپ چھوڑ دیں
هُمْ	يَاْكُلُوْا	وَيَتَمَتَّعُوْا	وَيُلْهِهِمُ	الْاَمَلُ	فَسَوْفَ
ان لوگوں کو	کہ وہ کھائیں	اور فائدہ اٹھائیں	اور غافل کرے ان کو	امید	تو عنقریب
يَعْلَمُوْنَ ③	وَمَآ اَهْلَكْنَا	مِنْ قَرْيَةٍ	اِلَّا	وَ	لَهَا
وہ جان لیں گے	اور ہم نے ہلاک نہیں کیا	کسی بھی بستی کو	مگر	اس حال میں کہ	اس کے لئے تھا
كِتَابٌ مَّعْلُوْمٌ ④	مَا تَسْبِقُ	مِنْ اُمَّةٍ	اَجَلَهَا	وَمَا يَسْتَاْخِرُوْنَ ⑤	
ایک مقرر وقت	آگے نہیں نکلی	کوئی بھی امت	اپنے وقت سے	اور نہ وہ پیچھے رہتے ہیں	

نوٹ۔1

کِتَابٌ مَّعْلُوْمٌ کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر قوم کے لئے پہلے سے طے کر لیتا ہے کہ اس کو سننے، سمجھنے اور سنبھلنے کے لئے اتنی مہلت دی جائے گی اور اس حد تک اسے اپنی من مانی کا موقع دیا جاتا رہے گا۔ یہ مہلت جب تک باقی رہتی ہے وہ ڈھیل دیتا رہتا ہے اور سرکشی کرتے ہی فوراً اس نے کبھی بھی کسی قوم کو نہیں پکڑا۔ (تفہیم القرآن سے ماخوذ)

آیت نمبر (6تا13)

1133

س	ل	ک

(ن) سَلَکَ (۱) کسی راستہ پر چلنا۔ کسی چیز میں داخل ہونا۔ پڑنا۔ (لازم)

(۲) کسی راستہ پر چلانا۔ کسی چیز میں داخل کرنا۔ ڈالنا۔ (متعدی) زیر مطالعہ آیت۔12

ترجمہ:

وَقَالُوْا	یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْ	نُزِّلَ	عَلَیْہِ	الذِّکْرُ	اِنَّکَ
اورانہوں نے کہا	اے وہ (شخص)	نازل کیا گیا	جس پر	اس نصیحت کو	بیشک تو

لَمَجْنُوْنٌ ⑥	لَوْ مَا	تَاْتِیْنَا	بِالْمَلٰٓئِکَۃِ	اِنْ	کُنْتَ	مِنَ الصّٰدِقِیْنَ ⑦
یقیناً مجنون ہے	کیوں نہیں	تو آتا ہمارے پاس	فرشتوں کے ساتھ	اگر	تو ہے	سچ کہنے والوں میں سے
مَا نُنَزِّلُ	الْمَلٰٓئِکَۃَ	اِلَّا	بِالْحَقِّ	وَمَا کَانُوْٓا	اِذًا	مُّنْظَرِیْنَ ⑧
ہم نہیں اتارتے	فرشتوں کو	مگر	حق کے ساتھ	اور وہ نہ ہوئے	پھر تو	مہلت دیئے ہوئے

اِنَّا نَحْنُ	نَزَّلْنَا	الذِّکْرَ	وَاِنَّا	لَہٗ	لَحٰفِظُوْنَ ⑨
بیشک ہم نے ہی	اتارا	اس نصیحت کو	اور بیشک ہم	اس کی	یقیناً حفاظت کرنے والے ہیں

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا	مِنْ قَبْلِکَ	فِیْ شِیَعِ الْاَوَّلِیْنَ ⑩	وَمَا یَاْتِیْھِمْ
اور یقیناً ہم بھیج چکے ہیں (رسولوں کو)	آپ سے پہلے	پہلے لوگوں میں	اور نہیں آتا ان کے پاس
مِّنْ رَّسُوْلٍ	اِلَّا	کَانُوْا بِہٖ یَسْتَھْزِءُوْنَ ⑪	کَذٰلِکَ
کوئی بھی رسول	سوائے اس کے کہ	وہ لوگ اس کا مذاق اڑایا کرتے تھے	اس طرح

نَسْلُکُہٗ	فِیْ قُلُوْبِ الْمُجْرِمِیْنَ ⑫	لَا یُؤْمِنُوْنَ
ڈال دیتے ہیں ہم اس کو (یعنی استہزا کو)	مجرموں کے دلوں میں	یہ لوگ ایمان نہیں لائیں گے
بِہٖ	وَقَدْ خَلَتْ	سُنَّۃُ الْاَوَّلِیْنَ ⑬
اس پر	اور گزر چکی ہے	پہلے لوگوں کی عادت

نوٹ۔1

حفاظت قرآن کے وعدے میں حفاظت حدیث بھی داخل ہے کیونکہ تمام اہل علم اس پر متفق ہیں کہ قرآن نہ تو صرف الفاظ قرآنی کا نام ہے اور نہ ہی صرف معانی قرآنی کا، بلکہ دونوں کے مجموعے کو قرآن کہا جاتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ معانی اور مضامین قرآنیہ تو دوسری کتابوں میں بھی موجود ہیں اور اسلامی تصانیف میں تو عموماً مضامین قرآنیہ ہی ہوتے ہیں، مگر ان کو قرآن نہیں کہا جاتا کیونکہ الفاظ قرآن کے نہیں ہیں۔ اسی طرح اگر کوئی شخص قرآن کریم کے متفرق الفاظ اور جملے لے کر ایک مقالہ یا رسالہ لکھ دے تو اس کو بھی قرآن نہیں

کہا جائے گا۔ خواہ اس میں ایک لفظ بھی قرآن کے باہر کا نہ ہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ قرآن صرف اس مصحف ربانی کا نام ہے جس کے الفاظ اور معانی ساتھ ساتھ محفوظ ہیں۔

جب یہ معلوم ہوا کہ قرآن صرف الفاظ قرآن کا نام نہیں بلکہ معانی بھی اس کا ایک جز ہیں تو حفاظت قرآن کی جو ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں لی ہے اس میں جس طرح الفاظ قرآنی کی حفاظت کا وعدہ ہے اسی طرح معانی اور مضامین قرآن کی حفاظت اور معنوی تحریف سے اس کو محفوظ رکھنے کا وعدہ بھی شامل ہے۔

اور یہ ظاہر ہے کہ معانیٔ قرآن وہی ہیں جن کی تعلیم دینے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث فرمایا گیا۔ جیسا کہ قرآن کریم میں فرمایا گیا "تاکہ آپؐ واضح کر دیں لوگوں کے لئے اس کو جو نازل کیا گیا ان لوگوں کی طرف۔" (16/24) اور یہی معنی اس آیت کے ہیں کہ "اور وہ تعلیم دیتے ہیں تم لوگوں کو کتاب کی اور حکمت کی۔" (2/151) اور اسی لئے آپؐ نے فرمایا کہ میں تو معلم بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معانی قرآن کے بیان اور تعلیم کے لئے بھیجا گیا تو آپؐ نے امت کو جن اقوال و افعال کے ذریعہ تعلیم دی ان ہی کا نام حدیث ہے۔ جب حدیث رسولؐ درحقیقت تفسیر قرآن اور معانی قرآن ہیں، جن کی حفاظت اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ لی ہے تو پھر یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ قرآن کے صرف الفاظ محفوظ رہ جائیں اور معانی یعنی احادیث رسولؐ ضائع ہوجائیں۔ (معارف القرآن)

آیت نمبر (14 تا 18)

ع ر ج

(ن۔ض)	عُرُوْجًا	اوپر چڑھنا۔ زیر مطالعہ آیت۔ 14
	مِعْرَجٌ	ج مَعَارِجُ۔ چڑھنے کا آلہ۔ سیڑھی۔ ﴿ مِّنَ اللّٰهِ ذِي الْمَعَارِجِ ﴾ (70/المعارج:3) "اللہ کی طرف سے جو زینوں کا مالک ہے۔"
(س)	عَرَجًا	لنگڑانا۔ لنگڑا کر چلنا۔
	اَعْرَجُ	اَفْعَلُ الوان وعیوب پر صفت ہے۔ لنگڑا۔ ﴿ لَيْسَ عَلَى الْاَعْمٰى حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْاَعْرَجِ حَرَجٌ ﴾ (24/النور:61) "اندھے پر کوئی گناہ نہیں ہے اور نہ ہی لنگڑے پر کوئی گناہ ہے۔"

ش ھ ب

(س۔ک)	شَهَبًا	سیاہی مائل سفید ہونا۔
(ف)	شَهْبًا	گرمی کا کسی کو جھلس دینا۔
	شِهَابٌ	ج شُهُبٌ۔ شعلہ۔ انگارہ۔ زیر مطالعہ آیت۔ 18

ترجمہ:

وَلَوْ	فَتَحْنَا	عَلَيْهِمْ	بَابًا	مِّنَ السَّمَآءِ	فَظَلُّوْا	فِيْهِ
اور اگر	ہم کھول دیں	ان پر	ایک دروازہ	آسمان میں سے	پھر وہ لگیں	اس میں

يَعۡرُجُوۡنَ ۝۱۴	لَقَالُوۡۤا	اِنَّمَا	1133 سُكِّرَتۡ اَبۡصَارُنَا
اوپر چڑھتے	تو ضرور کہیں گے	کچھ نہیں سوائے اس کے کہ	ہماری نظر بندی کر دی گئی

بَلۡ	نَحۡنُ	قَوۡمٌ مَّسۡحُوۡرُوۡنَ ۝۱۵	وَلَقَدۡ جَعَلۡنَا	فِی السَّمَآءِ
بلکہ	ہم	جادو کئے ہوئے لوگ ہیں	اور بیشک ہم نے بنائی ہیں	آسمان میں

بُرُوۡجًا	وَّ زَيَّنّٰهَا	لِلنّٰظِرِيۡنَ ۝۱۶	وَحَفِظۡنٰهَا
(سیاروں کی) منزلیں	اور ہم نے مزین کیا ان کو	دیکھنے والوں کے لئے	اور ہم نے محفوظ کیا ان کو
مِنۡ كُلِّ شَيۡطٰنٍ رَّجِيۡمٍ ۝۱۷	اِلَّا	مَنِ	اسۡتَرَقَ
ہر دھتکارے ہوئے شیطان سے	سوائے اس کے کہ	جس نے	چپکے سے چرایا

السَّمۡعَ	فَاَتۡبَعَهٗ	شِهَابٌ مُّبِيۡنٌ ۝۱۸
سننے کو	تو پیچھے لگتا ہے اس کے	ایک روشن انگارہ

نوٹ۔1 بعض کا قول ہے کہ بروجا سے مراد سورج اور چاند کی منزلیں ہیں۔ عطیہ کہتے ہیں کہ یہ وہ جگہیں ہیں جہاں چوکی پہرے ہیں۔ جہاں سے سرکش شیطانوں کو مار پڑتی ہے کہ وہ بلند و بالا فرشتوں کی گفتگو نہ سن سکیں۔ فرشتوں کی باتوں کی چوری چوری سننے کے لئے جنات اوپر کو چڑھتے ہیں اور وہ ایک کے اوپر ایک ہوتے ہیں جو آگے بڑھتا ہے شعلہ اس کو جلانے کے لئے لپکتا ہے۔ سننے والے کا کام شعلہ کبھی تو اس سے پہلے ہی ختم کر دیتا ہے کہ وہ اپنے ساتھی کے کان میں کچھ کہہ دے اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ جلنے سے پہلے وہ اپنے نیچے والے ساتھی کے کان میں کہہ دے۔ پھر وہ اپنے سے نیچے والے کو اور اسی طرح مسلسل پہنچا دے اور وہ بات زمین تک آجائے اور جادوگر یا کاہن کے کان اس سے آشنا ہو جائیں۔ پھر وہ اس کے ساتھ سو جھوٹ ملا کر لوگوں میں دون کر لیتا ہے (ابن کثیر)۔ جب وہ ایک آدھ سماوی بات سچی نکلتی ہے تو ان کے معتقدین اسے ان کی سچائی کے ثبوت میں پیش کرتے ہیں اور جو خبریں جھوٹے ثابت ہوتی ہیں ان سے اغماض برتا جاتا ہے۔ (ترجمہ شیخ الہند)

آیت نمبر (19 تا 25)

خ ز ن

(ن) خَزۡنًا: کسی چیز کا ذخیرہ کرنا۔ جمع کرنا۔

خَزِيۡنَةٌ: ج خَزَآئِنُ۔ ذخیرہ کرنے کی جگہ۔ خزانہ۔ زیر مطالعہ آیت۔ 21۔

خَازِنٌ: ج خَزَنَةٌ۔ خزانہ کا محافظ اور ذمہ دار۔ داروغہ۔ خزانچی۔ زیر مطالعہ آیت۔ 22 ﴿وَقَالَ الَّذِيۡنَ فِی النَّارِ لِخَزَنَةِ جَهَنَّمَ﴾ (40/المومن:49) ''اور کہا انہوں نے جو آگ میں ہیں جہنم کے داروغوں سے۔''

ل ق ح

(ف) لَقۡحًا: نر کھجور کا شگوفہ مادہ کھجور میں ڈالنا۔ حاملہ کرنا۔ باردار کرنا۔

لَاقِحٌ: ج لَوَاقِحُ باردار کرنے والا یا کرنے والی۔ یہ مذکر مونث دونوں کے لئے آتا ہے۔ زیر مطالعہ آیت۔ 22

ترکیب

1133

(آیت۔19) مَدَدْنٰا کا مفعول ھَا کی ضمیر ہے اس لئے اَلْاَرْضَ کو اس کا مفعول مقدم ماننے کی گنجائش نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اَلْاَرْضَ سے پہلے ایک فعل محذوف مانا جاتا ہے۔ (آیت۔20) وَمَنْ دراصل لِمَنْ ہے اور جَعَلْنَا سے متعلق ہے۔ ترجمہ اسی لحاظ سے ہوگا۔ (آیت۔21) نُنَزِّلُهٗ کی ضمیر مفعولی خَزَآئِنُ کے لئے نہیں ہے بلکہ مِنْ شَیْءٍ کے لئے ہے۔ (آیت۔22) لَوَاقِحَ اسم الفاعل ہے۔ اس کا مفعول محذوف ہے جو سِحَابًا ہے کیونکہ آیت کا اگلا جملہ اس کی تائید کر رہا ہے۔

ترجمہ:

وَالْاَرْضَ	مَدَدْنٰهَا	وَاَلْقَيْنَا	فِيْهَا	رَوَاسِیَ
اور (ہم نے پیدا کیا) زمین کو	ہم نے (ہی) پھیلایا اس کو	اور ہم نے ڈالا	اس میں	پہاڑوں کو

وَاَنْۢبَتْنَا	فِيْهَا	مِنْ كُلِّ شَیْءٍ مَّوْزُوْنٍ ⑲	وَجَعَلْنَا	لَكُمْ	فِيْهَا
اور ہم نے اُگایا	اس میں	ہر ایک موزوں چیز کو	اور ہم نے بنایا	تمہارے لئے	اس میں

مَعَايِشَ	وَمَنْ	لَّسْتُمْ	لَهٗ	بِرٰزِقِيْنَ ⑳	وَاِنْ
زندگی کے سامان	اور اس کے لئے	تم لوگ نہیں ہو	جس کو	رزق دینے والے	اور نہیں ہے

مِّنْ شَیْءٍ	اِلَّا	عِنْدَنَا	خَزَآئِنُهٗ	وَمَا نُنَزِّلُهٗٓ
کوئی بھی چیز	مگر	ہمارے پاس	اس کے خزانے ہیں	اور ہم نہیں اتارتے اس کو (کسی چیز کو)

اِلَّا	بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ ㉑	وَاَرْسَلْنَا	الرِّيٰحَ	لَوَاقِحَ
مگر	ایک معلوم اندازے کے ساتھ	اور ہم نے بھیجا	ہواؤں کو	بوجھل کرنے والی (بادلوں کو)

فَاَنْزَلْنَا	مِنَ السَّمَآءِ	مَآءً	فَاَسْقَيْنٰكُمُوْهُ ۚ	وَمَآ اَنْتُمْ
پھر ہم نے اتارا	آسمان سے	پانی	پھر ہم نے پلایا تم لوگوں کو وہ (پانی)	اور تم لوگ نہیں ہو

لَهٗ	بِخٰزِنِيْنَ ㉒	وَاِنَّا لَنَحْنُ	نُحْیٖ	وَنُمِيْتُ
اس کے	خزانچی	اور بیشک یقیناً ہم ہی	زندگی دیتے ہیں	اور ہم ہی موت دیتے ہیں

وَنَحْنُ	الْوٰرِثُوْنَ ㉓	وَلَقَدْ عَلِمْنَا	الْمُسْتَقْدِمِيْنَ
اور ہم ہی	حقیقی وارث ہیں	اور یقیناً ہم جان چکے ہیں	آگے بڑھنے والوں کو

مِنْكُمْ	وَلَقَدْ عَلِمْنَا	الْمُسْتَاْخِرِيْنَ ㉔	وَاِنَّ	رَبَّكَ
تم میں سے	اور یقیناً ہم جان چکے ہیں	پیچھے رہنے والوں کو	اور بیشک	آپؐ کا رب
هُوَ	يَحْشُرُهُمْ ؕ	اِنَّهٗ	حَكِيْمٌ	عَلِيْمٌ ㉕ ع
وہ ہی	جمع کرے گا ان کو	یقیناً وہ ہی	حکمت والا ہے	علم والا ہے

نوٹ۔1

آیت۔ نمبر 24 میں مستقدمین اور مستاخرین سے کون لوگ مراد ہیں، اس کے متعلق مفسرین کی آراء مختلف ہیں۔ اکثریت کی رائے یہ ہے کہ مستقدمین وہ لوگ ہیں جو نماز میں، جہاد کی صفوں میں اور دوسرے نیک کاموں میں آگے رہنے والے ہیں اور

مستاخرین وہ لوگ ہیں جوان میں پچھلی صفوں میں رہنے والے اور دیر کرنے والے ہیں۔قرطبی نے اپنی تفسیر میں فرمایا کہ اسی آیت سے نماز میں صف اول اور شروع وقت میں نماز ادا کرنے کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر لوگوں کو معلوم ہوجاتا کہ اذان کہنے اور نماز کی صف اول میں کھڑے ہونے کی کتنی بڑی فضیلت ہے تو تمام آدمی اس کوشش میں لگ جاتے ہیں پہلی ہی صف میں کھڑے ہوں اور سب کے لئے جگہ نہ ہوتی تو قرعہ اندازی کرنی پڑتی۔(معاف القرآن) 1133

آیت نمبر(26تا35)

ص	ل	ل

(ص) صلیلا (ا) کسی چیز کا آواز کرنا۔(۲) کسی چیز کا سڑنا۔

صَلۡصَالٌ فَعۡلَالٌ کے وزن پر صفت ہے(قرآن مجید میں اس کے ایک لام کوص میں بدل کر صلصال لکھا گیا ہے) سڑی ہوئی خشک مٹی جو بجتی ہے یعنی آواز کرتی ہے۔زیر مطالعہ آیت۔26

ح	م	ع

(ف) حَمۡاً کنویں سے کیچڑ نکالنا۔

حَمَاٌ اسم ذات بھی ہے۔کیچڑ۔گارا۔زیر مطالعہ آیت۔26

حَمِئَةٌ دلدل۔﴿حَتّٰۤى اِذَا بَلَغَ مَغۡرِبَ الشَّمۡسِ وَجَدَهَا تَغۡرُبُ فِىۡ عَيۡنٍ حَمِئَةٍ﴾ (18/الکھف:86)''(یہاں تک کہ جب وہ پہنچے سورج کے غروب ہونے کی جگہ پر تو انہوں نے پایا کہ وہ غروب ہوتا ہے ایک دلدل والے چشمے میں۔''

ترجمہ:

وَلَقَدۡ خَلَقۡنَا	الۡاِنۡسَانَ	مِنۡ صَلۡصَالٍ	مِّنۡ حَمَاٍ مَّسۡنُوۡنٍ ۚ﴿۲۶﴾
اور یقیناً ہم نے پیدا کیا ہے	انسان کو	ایسی کھنکتی مٹی سے جو	گیلے گارے سے تھی

وَالۡجَآنَّ	خَلَقۡنٰهُ	مِنۡ قَبۡلُ	مِنۡ نَّارِ السَّمُوۡمِ ﴿۲۷﴾	وَاِذۡ	قَالَ
اور جن کو!	ہم نے پیدا کیا اس کو	اس سے پہلے	لُو کی آگ سے	اور جب	کہا
رَبُّكَ	لِلۡمَلٰٓـئِكَةِ	اِنِّىۡ	خَالِـقٌ	بَشَرًا	مِّنۡ صَلۡصَالٍ
آپ کے رب نے	فرشتوں سے	کہ میں	تخلیق کرنے والا ہوں	ایک بشر	ایسی کھنکتی مٹی سے

مِّنۡ حَمَاٍ مَّسۡنُوۡنٍ ﴿۲۸﴾	فَاِذَا	سَوَّيۡتُهٗ	وَنَفَخۡتُ
جو گیلے گارے سے ہے	پھر جب	میں نوک پلک درست کرلوں اس کی	اور میں پھونک دوں

فِيۡهِ	مِنۡ رُّوۡحِىۡ	فَقَعُوۡا	لَهٗ	سٰجِدِيۡنَ ﴿۲۹﴾	فَسَجَدَ
اس میں	اپنی روح میں سے	تو تم لوگ گر پڑنا	اس کے لئے	سجدہ کرنے والے ہوتے ہوئے	پھر سجدہ کیا

الۡمَلٰٓـئِكَةُ	كُلُّهُمۡ	اَجۡمَعُوۡنَ ۙ﴿۳۰﴾	اِلَّاۤ	اِبۡلِيۡسَ ؕ	اَبٰٓى	اَنۡ
فرشتوں نے	ان کے ہر ایک نے	سب کے سب نے	سوائے	ابلیس کے	اس نے انکار کیا	کہ

يَّكُوْنَ	مَعَ السّٰجِدِيْنَ ۝۳۱	قَالَ	يٰٓاِبْلِيْسُ	مَا لَكَ	اَلَّا تَكُوْنَ 1133
وہ ہو	سجدہ کرنے والوں کے ساتھ	کہا (اللہ تعالیٰ نے)	اے ابلیس	تجھے کیا ہے	کہ تو نہ ہوا

مَعَ السّٰجِدِيْنَ ۝۳۲	قَالَ	لَمْ اَكُنْ	لِّاَسْجُدَ	لِبَشَرٍ
سجدہ کرنے والوں کے ساتھ	اس نے کہا	میں نہیں تھا	کہ میں سجدہ کروں	ایک ایسے بشر کو

خَلَقْتَهٗ	مِنْ صَلْصَالٍ	مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ۝۳۳	قَالَ
تو نے تخلیق کیا جس کو	ایسی کھنکتی مٹی سے جو	گیلے گارے سے ہے	کہا (اللہ تعالیٰ نے)

فَاخْرُجْ	مِنْهَا	فَاِنَّكَ	رَجِيْمٌ ۝۳۴ لا	وَّ اِنَّ	عَلَيْكَ
پھر تو نکل	اس (جگہ) سے	پس تو بیشک	دھتکارا ہوا ہے	اور بیشک	تجھ پر

اللَّعْنَةَ	اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ ۝۳۵
لعنت ہے	بدلے کے دن تک

نوٹ۔1

یہاں قرآن اس امر کی صاف تصریح کرتا ہے کہ انسان حیوانی منازل سے ترقی کرتا ہوا بشریت کے حدود میں نہیں آیا، جیسا کہ نئے دور کے ڈارون سے متاثر کچھ مفسرین قرآن ثابت کرنے کی کوشش کر رہے ہیں، بلکہ اس کی تخلیق کی ابتدا براہ راست ارضی مادوں سے ہوئی ہے جن کی کیفیت اللہ تعالیٰ نے صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ کے الفاظ میں بیان فرمائی ہے۔ یہ الفاظ صاف ظاہر کرتے ہیں کہ خمیر اٹھی ہوئی مٹی کا ایک پتلا بنایا گیا تھا جو بننے کے بعد خشک ہوا اور پھر اس کے اندر روح پھونکی گئی۔ (تفہیم القرآن)۔ واللہ اعلم۔

آیت نمبر (36 تا 44)

ترجمہ:

قَالَ	رَبِّ	فَاَنْظِرْنِيْٓ	اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ۝۳۶	قَالَ
(ابلیس نے) کہا	اے میرے رب	پس تو مہلت دے مجھ کو	لوگوں کو اٹھائے جانے کے دن تک	(اللہ نے) کہا

فَاِنَّكَ	مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ ۝۳۷ لا	اِلٰى يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُوْمِ ۝۳۸
پس بیشک تو	مہلت دیئے ہوؤں میں سے ہے	اس معلوم وقت کے دن تک

قَالَ	رَبِّ	بِمَآ	اَغْوَيْتَنِيْ	لَاُزَيِّنَنَّ
(ابلیس نے) کہا	اے میرے رب	بسبب اس کے جو	تو نے گمراہ کیا مجھ کو	میں لازماً سجاؤں گا
لَهُمْ	فِي الْاَرْضِ	وَلَاُغْوِيَنَّهُمْ	اَجْمَعِيْنَ ۝۳۹ لا	اِلَّا
ان کے لئے	زمین میں	اور میں لازماً گمراہ کروں گا	سب کے سب کو	سوائے

عِبَادَكَ	مِنْهُمُ	الْمُخْلَصِيْنَ ۝۴۰	قَالَ	هٰذَا
تیرے ان بندوں کے	ان میں سے	جو منتخب کر لیے گئے ہیں	(اللہ نے) کہا	یہ

صِرَاطٌ عَلَيَّ مُسْتَقِيْمٌ ﴿٤١﴾	اِنَّ	عِبَادِيْ	لَيْسَ	1133 لَكَ	عَلَيْهِمْ
مجھ پر (یعنی مجھ تک) ایک سیدھا راستہ ہے	بیشک	(یہ) میرے بندے ہیں	نہیں ہے	تیرے لئے	ان پر

سُلْطٰنٌ	اِلَّا	مَنِ	اتَّبَعَكَ	مِنَ الْغٰوِيْنَ ﴿٤٢﴾	وَاِنَّ
کوئی اختیار	سوائے	اس کے جس نے	پیروی کی تیری	گمراہ ہونے والوں میں سے	اور بیشک

جَهَنَّمَ	لَمَوْعِدُهُمْ	اَجْمَعِيْنَ ﴿٤٣﴾	لَهَا	سَبْعَةُ اَبْوَابٍ
جہنم	یقیناً ان کے وعدے کی جگہ ہے	سب کے سب کی	اس کے	سات دروازے ہیں

لِكُلِّ بَابٍ	مِّنْهُمْ	جُزْءٌ مَّقْسُوْمٌ ﴿٤٤﴾
ہر دروازے کے لئے	ان (گمراہوں) میں سے	ایک تقسیم کیا ہوا حصہ ہے

نوٹ۔1

شیطان نے اپنے نوٹس (آیت۔٣٩) سے ان بندوں کو مستثنیٰ کیا جنھیں اللہ اپنے لئے خالص فرمالے (آیت۔٤٠) اس سے یہ غلط فہمی مترشح ہورہی تھی کہ شاید اللہ تعالیٰ بغیر کسی معقول وجہ کے جس کو چاہے گا خالص کرے گا اور وہ شیطان کی دست رست سے بچ جائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ کہہ کر بات صاف کردی کہ جو خود بہکا ہوا ہوگا وہی تیری پیروی کرے گا (آیت۔٤١) بالفاظ دیگر جو بہکا ہوا نہ ہوگا وہ تیری پیروی نہ کرے گا اور وہ ہی ہمارا وہ مخصوص بندہ ہوگا جسے ہم خالص اپنا کرلیں گے۔ تجھے صرف فریب دینے کا اختیار دیا جارہا ہے، ان پر اقتدار نہیں دیا جارہا کہ تو ہاتھ پکڑ کر انہیں زبردستی اپنی راہ پر کھینچ لے جائے۔ (تفہیم القرآن)

ان آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے مخصوص اور منتخب بندوں پر شیطانی فریب کا اثر نہیں ہوتا، مگر اسی واقعہ میں آدمؑ اور بی بی حوا پر اس کا فریب چل گیا۔ اسی طرح صحابہ کرامؓ کے بارے میں آیت۔ نمبر 3/155 سے معلوم ہوتا ہے کہ ان پر بھی شیطان کا فریب ایک موقع پر چل گیا۔ اس لئے آیت مذکورہ میں اللہ کے مخصوص بندوں پر شیطان کا تسلط نہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ان کے قلوب وعقول پر شیطان کا ایسا تسلط نہیں ہوتا کہ وہ اپنی غلطی پر کسی وقت متنبہ ہی نہ ہوں جس کی وجہ سے ان کو توبہ نصیب نہ ہو۔ اور مذکورہ واقعات اس کے منافی نہیں کیونکہ آدمؑ اور بی بی حوا نے توبہ کی اور یہ توبہ قبول ہوئی۔ اسی طرح صحابہ کرامؓ نے بھی توبہ کی اور انہیں معاف کردیا گیا۔ (معارف القرآن)

نوٹ۔2

جُزْءٌ مَّقْسُوْمٌ کے الفاظ سے یہ اشارہ نکلتا ہے کہ جہنم کے مختلف دروازوں سے داخل ہونے والوں کے درمیان ایک خاص نوعیت کی درجہ بندی ہوگی، اس درجہ بندی کی بنیاد کس چیز پر ہوگی، اس باب میں کوئی قطعی بات کہنا، جبکہ خود قرآن میں اس کی کوئی تصریح نہیں ہے، مشکل ہے، لیکن ذہن بار بار اس طرف جاتا ہے کہ قرآن نے جن چیزوں کا اصولی مہلکات کی حیثیت سے ذکر کیا ہے وہ اگر شمار کی جائیں تو وہ سات عنوانات کے تحت آتی ہیں اور وہ یہ ہیں۔ (١) شرک (٢) قطع رحم (٣) قتل (٤) زنا (٥) جھوٹی شہادت (٦) کمزوروں پر ظلم (٧) بغی (یعنی بغاوت) (تدبر قرآن)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

1133

آیت نمبر (45تا50)

ترکیب

ان آیات میں قیامت کے واقعات کا ذکر ہے اس لئے جملہ اسمیہ یعنی حال اور فعل ماضی کا ترجمہ مستقبل میں ہوگا۔ (آیت۔46) اٰمِنِیۡنَ حال ہونے کی وجہ سے حالت نصب میں ہے۔ (آیت۔47) اِخۡوَانًا سے پہلے کوئی فعل محذوف مانا جائے گا۔ اِخۡوَانًا اس کا حال ہے۔ مُتَقٰبِلِیۡنَ بھی حال ہے۔ (آیت۔49) اَنَا الۡغَفُوۡرُ میں اَنَا ضمیر فاصل ہے۔ (آیت۔50) ھُوَ الۡعَذَابُ میں بھی ھُوَ ضمیر فاصل ہے۔

ترجمہ:

اِنَّ	الۡمُتَّقِیۡنَ	فِیۡ جَنّٰتٍ	وَّ عُیُوۡنٍ ؕ﴿۴۵﴾	اُدۡخُلُوۡھَا
یقیناً	تقویٰ کرنے والے	باغوں میں	اور چشموں میں ہوں گے	(کہا جائے گا) تم لوگ داخل ہو جاؤ ان میں

بِسَلٰمٍ	اٰمِنِیۡنَ ﴿۴۶﴾	وَ نَزَعۡنَا	مَا
سلامتی کے ساتھ	امن میں ہونے والے ہوتے ہوئے	اور ہم کھینچ نکالیں گے	اس کو جو

فِیۡ صُدُوۡرِھِمۡ	مِّنۡ غِلٍّ	اِخۡوَانًا	عَلٰی سُرُرٍ	مُّتَقٰبِلِیۡنَ ﴿۴۷﴾
ان کے سینوں میں ہے	کوئی بھی کینہ	(وہ بیٹھیں گے) بھائی ہوتے ہوئے	تختوں پر	آمنے سامنے

لَا یَمَسُّھُمۡ	فِیۡھَا	نَصَبٌ	وَّ مَا ھُمۡ	مِّنۡھَا	بِمُخۡرَجِیۡنَ ﴿۴۸﴾
نہیں چھوئے گی ان کو	اس میں	کوئی مشقت	اور وہ نہیں ہوں گے	اس سے	نکالے جانے والے

نَبِّئۡ	عِبَادِیۡۤ	اَنِّیۡۤ	اَنَا الۡغَفُوۡرُ	الرَّحِیۡمُ ۙ﴿۴۹﴾
آپ خبر دیں	میرے بندوں کو	کہ میں	ہی بے انتہا بخشنے والا ہوں	ہر حال میں رحم کرنے والا ہوں

وَ اَنَّ	عَذَابِیۡ	ھُوَ الۡعَذَابُ الۡاَلِیۡمُ ﴿۵۰﴾
اور یہ کہ	میرا عذاب	ہی دردناک عذاب ہے

آیت نمبر (51تا60)

ق ن ط

(ض۔ک)

قَنۡطًا: مایوس ہونا۔ زیر مطالعہ آیت۔52

قَانِطٌ: اسم الفاعل۔ مایوس ہونے والا۔ زیر مطالعہ آیت۔55

قَنُوۡطٌ: فَعُوۡلٌ کے وزن پر مبالغہ ہے۔ بے انتہا مایوس ہونے والا۔ انتہائی مایوس۔ ﴿وَ اِنۡ مَّسَّہُ الشَّرُّ فَیَـُٔوۡسٌ قَنُوۡطٌ ﴿۴۹﴾﴾ (41/حٰمۤ سجدۃ:49) ''اور اگر چھوئے اس کو برائی تو انتہائی ناامید انتہائی مایوس ہے۔''

1133

صفحہ نمبر 1119 نہیں ہے

1133

صفحہ نمبر 1120 نہیں ہے

1133

ترجمہ:

وَجَآءَ	اَهۡلُ الۡمَدِيۡنَةِ	يَسۡتَبۡشِرُوۡنَ ﴿٦٧﴾	قَالَ	اِنَّ	هٰٓؤُلَآءِ
اور آئے	شہر کے لوگ	خوشی مناتے ہوئے	(لوطؑ نے) کہا	بیشک	یہ لوگ

ضَيۡفِىۡ	فَلَا تَفۡضَحُوۡنِ ﴿٦٨﴾	وَاتَّقُوا	اللّٰهَ	وَلَا تُخۡزُوۡنِ ﴿٦٩﴾
میرے مہمان ہیں	توتم لوگ خوار مت کرو مجھے	اور ڈرو	اللہ سے	اور رسوا مت کرو مجھے

قَالُوۡۤا	اَوَ	لَمۡ نَنۡهَكَ	عَنِ الۡعٰلَمِيۡنَ ﴿٧٠﴾	قَالَ
ان لوگوں نے کہا	تو کیا	ہم نے منع نہیں کیا تھا آپ کو	تمام جہان والوں (کی حمایت) سے	(لوط نے) کہا

هٰٓؤُلَآءِ	بَنٰتِىۡۤ	اِنۡ	كُنۡتُمۡ	فٰعِلِيۡنَ ﴿٧١﴾	لَعَمۡرُكَ	اِنَّهُمۡ
یہ	میری بیٹیاں ہیں	اگر	تم لوگ ہو	کام کرنے والے	آپؐ کی عمر کی قسم	بیشک یہ لوگ

لَفِىۡ سَكۡرَتِهِمۡ	يَعۡمَهُوۡنَ ﴿٧٢﴾	فَاَخَذَتۡهُمُ	الصَّيۡحَةُ	مُشۡرِقِيۡنَ ﴿٧٣﴾
یقیناً اپنی مدہوشی میں	بھٹکتے ہیں	پھر پکڑا ان کو	چنگھاڑ نے	سورج نکلنے

فَجَعَلۡنَا	عَالِيَهَا	سَافِلَهَا	وَاَمۡطَرۡنَا	عَلَيۡهِمۡ
پھر کر دیا ہم نے	اوپر کا تختہ	اس کے نیچے	اور برسائے ہم نے	ان پر

حِجَارَةً	مِّنۡ سِجِّيۡلٍ ﴿٧٤﴾	اِنَّ	فِىۡ ذٰلِكَ	لَاٰيٰتٍ	لِّلۡمُتَوَسِّمِيۡنَ ﴿٧٥﴾
پتھر	سخت مٹی کے	بیشک	اس میں	یقیناً نشانیاں ہیں	صاحب فراست لوگوں کے لئے

وَاِنَّهَا	لَبِسَبِيۡلٍ مُّقِيۡمٍ ﴿٧٦﴾	اِنَّ	فِىۡ ذٰلِكَ	لَاٰيَةً
اور بیشک وہ (بستی)	یقیناً ایک سیدھے راستے کے ساتھ ہے	بیشک	اس میں	یقیناً ایک نشانی ہے

لِّلۡمُؤۡمِنِيۡنَ ﴿٧٧﴾	وَاِنۡ	كَانَ	اَصۡحٰبُ الۡاَيۡكَةِ	لَظٰلِمِيۡنَ ﴿٧٨﴾
ایمان لانے والوں کے لئے	اور بیشک	تھے	گھنے درخت والے	یقیناً ظلم کرنے والے

فَانۡتَقَمۡنَا	مِنۡهُمۡ	وَاِنَّهُمَا	لَبِاِمَامٍ مُّبِيۡنٍ ﴿٧٩﴾
پھر انتقام لیا ہم نے	ان سے	اور بیشک وہ دونوں (بستیاں)	ایک واضح راستہ کے ساتھ ہیں

آیت نمبر (80تا89)

خ ف ض

(ض)

خَفۡضًا: کسی چیز کو پست کرنا۔

اِخۡفِضۡ: فعل امر ہے۔ تو پست کر۔ نیچا رکھ۔ زیر مطالعہ آیت۔ 88

خَافِضٌ: اسم الفاعل ہے۔ پست کرنے والا۔ ﴿خَافِضَةٌ رَّافِعَةٌ ﴿٣﴾﴾ (56/الواقعۃ:3)''پست کرنے والی بلند کرنے والی۔''

1133

ترجمہ:

وَلَقَدْ كَذَّبَ	اَصْحٰبُ الْحِجْرِ	الْمُرْسَلِيْنَ ۙ﴿۸۰﴾	وَاٰتَيْنٰهُمْ
اور یقیناً جھٹلا چکے ہیں	حجر والے	رسولوں کو	اور ہم نے دی تھی ان کو

اٰيٰتِنَا	فَكَانُوْا	عَنْهَا	مُعْرِضِيْنَ ۙ﴿۸۱﴾	وَكَانُوْا يَنْحِتُوْنَ	مِنَ الْجِبَالِ
اپنی نشانیاں	تو وہ لوگ تھے	ان سے	اعراض کرنے والے	اور وہ تراشتے تھے	پہاڑوں سے

بُيُوْتًا	اٰمِنِيْنَ ﴿۸۲﴾	فَاَخَذَتْهُمُ	الصَّيْحَةُ	مُصْبِحِيْنَ ۙ﴿۸۳﴾
گھر	اطمینان کے ساتھ	پھر پکڑا ان کو	چنگھاڑ نے	صبح کے وقت

فَمَآ اَغْنٰى	عَنْهُمْ	مَّا	كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۸۴﴾ ط	وَمَا خَلَقْنَا	السَّمٰوٰتِ
پھر کام نہ آیا	ان کے	وہ جو	وہ لوگ کماتے تھے	اور نہیں پیدا کیا ہم نے	آسمانوں کو

وَالْاَرْضَ	وَمَا	بَيْنَهُمَآ	اِلَّا	بِالْحَقِّ ط	وَاِنَّ
اور زمین کو	اور اس کو جو	ان دونوں کے درمیان ہے	مگر	حق کے ساتھ	اور یقیناً

السَّاعَةَ	لَاٰتِيَةٌ	فَاصْفَحِ	الصَّفْحَ الْجَمِيْلَ ﴿۸۵﴾
وہ گھڑی (یعنی قیامت)	ضرور آنے والی ہے	تو آپؐ نظر انداز کریں	خوبصورت نظر انداز کرنا

اِنَّ رَبَّكَ	هُوَ الْخَلّٰقُ	الْعَلِيْمُ ﴿۸۶﴾	وَلَقَدْ اٰتَيْنٰكَ
بیشک آپؐ کا رب	ہی خوب تخلیق کرنے والا ہے	جاننے والا ہے	اور یقیناً ہم نے دی ہیں آپؐ کو

سَبْعًا	مِّنَ الْمَثَانِيْ	وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِيْمَ ﴿۸۷﴾	لَا تَمُدَّنَّ
سات (آیتیں)	وظیفہ	اور عظیم قرآن	آپؐ ہرگز دراز مت کریں

عَيْنَيْكَ	اِلٰى مَا	مَتَّعْنَا	بِهٖٓ	اَزْوَاجًا	مِّنْهُمْ
اپنی دونوں آنکھوں کو	اس کی طرف	ہم نے برتنے کو دیا	جو	کچھ جوڑوں کو	ان میں سے

وَلَا تَحْزَنْ	عَلَيْهِمْ	وَاخْفِضْ	جَنَاحَكَ	لِلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۸۸﴾
اور آپؐ غم مت کھائیں	ان (کافروں) پر	اور آپؐ نیچا رکھیں	اپنے پہلو کو	ایمان لانے والوں کے لئے

وَقُلْ	اِنِّيْٓ	اَنَا النَّذِيْرُ الْمُبِيْنُ ﴿۸۹﴾ ج
اور آپؐ کہیں	کہ میں	ہی واضح (طور پر) خبردار کرنے والا ہوں

نوٹ۔1

المنجد میں مادہ ''خ ف ض'' کے افعال کے معانی باب سمع اور باب کرم کے تحت دیئے گئے ہیں۔قرآن مجید میں اس کا فعل امر تین جگہ آیا ہے اور تینوں جگہ اِخْفِضْ آیا ہے۔اس سے معلوم ہوا کہ قرآن مجید میں یہ لفظ باب ضرب یا باب حسب سے آیا ہی۔غالب امکان کے پیشِ نظر ہم نے اس کے معنی باب ضرب کے تحت دیئے ہیں۔

نوٹ۔2

حجر قوم ثمود کا مرکزی شہر تھا۔ مدینہ سے تبوک جاتے ہوئے یہ مقام شاہ راہِ عام پر ملتا ہے اور قافلے اس وادی میں سے ہو کر گزرتے ہیں مگر نبی ﷺ کی ہدایت کے مطابق کوئی یہاں قیام نہیں کرتا۔ آٹھویں صدی ہجری میں ابن بطوطہ حج کو جاتے ہوئے یہاں پہنچا تھا۔ وہ لکھتا ہے کہ یہاں سرخ رنگ کے پہاڑوں میں قوم ثمود کی عمارتیں موجود ہیں جو انھوں نے چٹانوں کو تراش کر ان کے اندر بنائی تھیں۔ ان کے نقش و نگار اس وقت تک ایسے تازہ ہیں جیسے آج بنائے گئے ہوں۔ ان مکانات میں اب بھی سڑی گلی ہوئی انسانی ہڈیاں پڑی ہوئی ملتی ہیں۔ (تفہیم القرآن)

نوٹ۔3

سبع من المثانی سے کیا مراد ہے، اس ضمن میں مختلف اقوال ملتے ہیں لیکن سلف کی اکثریت اس پر متفق ہے کہ اس سے سورۃ الفاتحہ ہی مراد ہے اور امام بخاریؒ نے دو مرفوع روایتیں بھی اس امر کے ثبوت میں پیش کی ہیں کہ خود نبی ﷺ نے سبع من المثانی سے مراد الفاتحہ بتائی ہے۔ (تفہیم القرآن)

آیت نمبر (90 تا 99)

ع ض و

(ف) عَضْوًا: متفرق کرنا۔ الگ الگ کرنا۔

عِضَةٌ: ج عِضُوْنَ۔ حصہ۔ ٹکڑا۔ زیر مطالعہ آیت۔ 91۔

ص د ع

(ف) صَدْعًا: (۱) پھاڑنا مگر جدا نہ کرنا۔ شگاف ڈالنا۔ (۲) کھول کر بیان کرنا۔ ظاہر کرنا۔

صَدْعٌ: اسم ذات ہے۔ شگاف۔ دراڑ۔ ﴿وَالْاَرْضِ ذَاتِ الصَّدْعِ﴾ (86/الطارق:12) ”قسم ہے زمین کی جو دراڑ والی ہے۔“

اِصْدَعْ: فعل امر ہے۔ تو کھول کر بیان کر۔ ظاہر کر۔ زیر مطالعہ آیت۔ 94

(تفعیل) تَصْدِیْعًا: کثرت سے شگاف ڈالنا۔ اس کے مجہول صُدِّعَ۔ یُصَدَّعُ کے لفظی معنی بنتے ہیں کثرت سے شگاف ڈالا ہوا ہونا۔ پھر اس سے مراد لیتے ہیں دردِ سر لاحق ہونا۔ ﴿لَّا یُصَدَّعُوْنَ عَنْهَا وَلَا یُنْزِفُوْنَ﴾ (56/الواقعہ:19) ”ان کو دردِ سر نہیں ہوگا اس سے اور نہ وہ مدہوش ہوں گے۔“

(تفعّل) تَصَدُّعًا: بتکلف پھٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہونا۔ (۱) پھٹنا (۲) الگ الگ ہونا ﴿یَوْمَىٕذٍ یَّصَّدَّعُوْنَ﴾ (30/الروم:43) ”اس دن وہ لوگ الگ الگ ہو جائیں گے۔“

مُتَصَدِّعٌ: اسم الفاعل ہے۔ پھٹنے والا۔ الگ الگ ہونے والا۔ ﴿لَّرَاَیْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا﴾ (59/الحشر:21) ”تو آپ ضرور دیکھتے اس کو جھکنے والا ہوتے ہوئے پاش پاش ہونے والا ہوتے ہوئے۔“

ترجمہ:

كَمَآ	اَنْزَلْنَا	عَلَى الْمُقْتَسِمِيْنَ	الَّذِيْنَ	جَعَلُوا	الْقُرْاٰنَ
اس کی مانند جو	ہم نے اتارا	تقسیم کرنے والوں پر	وہ لوگ جنہوں نے	بنایا	قرآن کو

عِضِيْنَ ﴿۹۱﴾	فَوَرَبِّكَ	لَنَسْـَٔلَنَّهُمْ	1133 اَجْمَعِيْنَ ﴿۹۲﴾ لا
ٹکڑے ٹکڑے	تو قسم ہے آپؐ کے رب کی	ہم لازماً پوچھیں گے ان سے	سب سے
عَمَّا	كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۹۳﴾	فَاصْدَعْ	بِمَا
اس کے بارے میں جو	یہ لوگ کرتے تھے	تو آپؐ کھول کر بیان کریں	اس کو جو

تُؤْمَرُ	وَاَعْرِضْ	عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۹۴﴾	اِنَّا	كَفَيْنٰكَ
آپؐ کو حکم دیا جاتا ہے	اور آپؐ اعراض کریں	شرک کرنے والوں سے	یقیناً	ہم کافی ہیں آپؐ کے لیے

الْمُسْتَهْزِءِيْنَ ﴿۹۵﴾ لا	الَّذِيْنَ	يَجْعَلُوْنَ	مَعَ اللّٰهِ	اِلٰهًا اٰخَرَ ج	فَسَوْفَ
مذاق اڑانے والوں کے مقابلے	وہ لوگ جو	بناتے ہیں	اللہ کے ساتھ	کوئی دوسرا معبود	تو عنقریب

يَعْلَمُوْنَ ﴿۹۶﴾	وَلَقَدْ نَعْلَمُ	اَنَّكَ	يَضِيْقُ	صَدْرُكَ	بِمَا
وہ جان لیں گے	اور بیشک ہم نے جان لیا ہے	کہ آپؐ	تنگ ہوتا ہے	آپؐ کا سینہ	اس سے جو

يَقُوْلُوْنَ ﴿۹۷﴾ لا	فَسَبِّحْ	بِحَمْدِ رَبِّكَ	وَكُنْ	مِّنَ السّٰجِدِيْنَ ﴿۹۸﴾ لا
یہ لوگ کہتے ہیں	پس آپؐ تسبیح کریں	اپنے رب کی حمد کے ساتھ	اور آپؐ ہوں	سجدہ کرنے والوں میں سے
وَاعْبُدْ	رَبَّكَ	حَتّٰى	يَاْتِيَكَ	الْيَقِيْنُ ﴿۹۹﴾ ع
اور آپؐ بندگی کریں	اپنے رب کی	یہاں تک کہ	آئے آپؐ کے پاس	وہ یقینی بات (یعنی موت)

نوٹ۔1

مقتسمین سے مراد یہود ہیں جنہوں نے دین کو تقسیم کرڈالا۔اس کی بعض باتوں کو مانا اور بعض کو نہ مانا۔ان کے قرآن سے مراد تورات ہے جو ان کو دی گئی تھی جس طرح ہمیں یہ قرآن دیا گیا ہے۔(تفہیم القرآن)

نوٹ۔2

آیت۔۹۷۔۹۸ سے معلوم ہوا کہ جب انسان کو مخالفین کی باتوں سے رنج پہنچے اور دل تنگی پیش آئے تو اس کا روحانی علاج یہ ہے تو اللہ تعالیٰ کی تسبیح وعبادت میں مشغول ہوجائے۔اللہ تعالیٰ اس کی تکلیف کو دور فرمادیں گے۔(معارف القرآن)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سورۃ النحل (16)

آیت نمبر (1 تا 9)

ن ط ف

(ن) نَطْفًا پانی کا تھوڑا تھوڑا بہنا۔ٹپکنا۔

نُطْفَةٌ پانی کی بوند۔زیر مطالعہ آیت۔4۔

د ف ء

(ک) دَفْئًا گرمی پانا۔گرمی محسوس کرنا۔

دِفْءٌ — گرمی حاصل کرنے یعنی سردی سے بچنے کا سامان۔ زیر مطالعہ آیت۔5 1133

ب غ ل

(ف) بَغْلًا — کسی کو دوغلا ٹھہرانا۔

بَغْلٌ — ج بِغَالٌ۔ خچر۔ زیر مطالعہ آیت۔8

ترجمہ:

اَتٰٓی	اَمْرُ اللّٰہِ	فَلَا تَسْتَعْجِلُوْہُ ؕ	سُبْحٰنَہٗ	وَتَعٰلٰی
پہنچا	اللہ کا حکم	پس تم لوگ جلدی مت مچاؤ اس کی	پاکیزگی اس کی ہے	اور وہ بلند ہوا

عَمَّا	یُشْرِکُوْنَ ①	یُنَزِّلُ	الْمَلٰٓئِکَةَ	بِالرُّوْحِ	مِنْ اَمْرِہٖ
اس سے جو	یہ لوگ شریک کرتے ہیں	وہ اتارتا ہے	فرشتوں کو	روح (وحی) کے ساتھ	اپنے حکم سے
عَلٰی مَنْ	یَّشَآءُ	مِنْ عِبَادِہٖٓ	اَنْ	اَنْذِرُوْٓا	اَنَّہٗ
اس پر جس پر	وہ چاہتا ہے	اپنے بندوں میں سے	کہ	تم لوگ خبردار کرو	(کہ) حقیقت یہ ہے کہ
لَآ اِلٰہَ	اِلَّآ	اَنَا	فَاتَّقُوْنِ ②	خَلَقَ	السَّمٰوٰتِ
کوئی بھی الٰہ نہیں ہے	سوائے اس کے کہ	میں ہوں	پس تم لوگ میرا تقویٰ کرو	اس نے پیدا کیا	آسمانوں کو

وَالْاَرْضَ	بِالْحَقِّ ؕ	تَعٰلٰی	عَمَّا	یُشْرِکُوْنَ ③	خَلَقَ
اور زمین کو	حق کے ساتھ	وہ بلند ہوا	اس سے جو	یہ لوگ شریک کرتے ہیں	اس نے پیدا کیا

الْاِنْسَانَ	مِنْ نُّطْفَةٍ	فَاِذَا	هُوَ	خَصِیْمٌ مُّبِیْنٌ ④
انسان کو	پانی کی ایک بوند سے	تو جب ہی	وہ	صریح جھگڑالو بن بیٹھا

وَالْاَنْعَامَ	خَلَقَهَا ۚ	لَكُمْ	فِیْهَا
اور (اس نے پیدا کیا) چوپایوں کو	اس نے پیدا کیا ان کو	تمہارے لئے	ان میں

دِفْءٌ	وَّمَنَافِعُ	وَمِنْهَا	تَاْكُلُوْنَ ⑤
سردی سے بچنے (گرم رہنے) کا سامان ہے	اور کچھ (دوسرے) منافع ہیں	اور ان میں سے	تم لوگ کھاتے ہو

وَلَكُمْ	فِیْهَا	جَمَالٌ	حِیْنَ	تُرِیْحُوْنَ	وَحِیْنَ
اور تمہارے لئے	ان کی وجہ سے	رونق بھی ہے	جب	شام کو واپس لاتے ہو	اور جب

تَسْرَحُوْنَ ⑥	وَتَحْمِلُ	اَثْقَالَكُمْ	اِلٰی بَلَدٍ	لَّمْ تَكُوْنُوْا
(صبح کے وقت) چرنے کے لئے چھوڑتے ہو	اور وہ اٹھاتے ہیں	تمہارے بوجھ	کسی شہر کی طرف	تم لوگ نہیں تھے

بٰلِغِیْهِ	اِلَّا	بِشِقِّ الْاَنْفُسِ ؕ	اِنَّ	رَبَّكُمْ	لَرَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ⑦
پہنچنے والے اس تک	مگر	جانوں کی مشقت سے	بیشک	آپ کا رب	یقیناً بہت نرمی کرنے والا ہے

1133

رَحِیۡمٌ ۙ﴿۷﴾	وَّ الۡخَیۡلَ	وَ الۡبِغَالَ	وَ الۡحَمِیۡرَ
ہمیشہ رحم کرنے والا ہے	اور (اس نے پیدا کیا) گھوڑوں کو	اور خچروں کو	اور گدھوں کو

لِتَرۡکَبُوۡہَا	وَ زِیۡنَۃً ؕ	وَ یَخۡلُقُ	مَا	لَا تَعۡلَمُوۡنَ ﴿۸﴾
تا کہ تم لوگ سواری کرو ان پر	اور زینت کے لئے	اور وہ پیدا کرتا ہے	اس کو جو	تم لوگ نہیں جانتے

وَ عَلَی اللّٰہِ	قَصۡدُ السَّبِیۡلِ	وَ مِنۡہَا	جَآئِرٌ ؕ	وَ لَوۡ
اور اللہ تک پہنچتی ہے	سیدھی راہ	اور بعض راہ	کج بھی ہے	اور اگر

شَآءَ	لَہَدٰىکُمۡ	اَجۡمَعِیۡنَ ﴿۹﴾
وہ چاہتا	تو ضرور ہدایت دیتا تم کو	سب کے سب کو

نوٹ۔1

اَتٰۤی ماضی کا صیغہ ہے اور اس کے معنی یہی ہیں کہ ’’وہ پہنچا‘‘ اس لئے ترجمہ میں اسی کو اختیار کیا ہے، لیکن عربی کا ایک انداز یہ بھی ہے کہ مستقبل میں ہونے والی کسی بات کو یقینی بنانے کے لئے مستقبل کے بجائے ماضی کا صیغہ استعمال کرتے ہیں۔ یہاں آیت نمبر۔ا میں اَتٰۤی اسی انداز میں آیا ہے۔ اس کی توثیق آیت کے اگلے حصے فَلَا تَسۡتَعۡجِلُوۡنَ سے ہو رہی ہے۔ اس لئے یہاں اَتٰۤی کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ کا حکم لازماً پہنچے گا۔

نوٹ۔2

آیت۔ نمبر ۵ میں چوپایوں کا ذکر کے ان کے فوائد میں سے ایک اہم فائدہ ان کا گوشت کھانا قرار دیا۔ پھر ان سے الگ کر کے آیت۔ نمبر۔۸ میں گھوڑوں، خچروں اور گدھوں کی تخلیق کا ذکر کیا۔ ان کے فوائد میں سواری اور زینت کا ذکر کیا لیکن گوشت کھانے کا ذکر نہیں کیا۔ اس میں یہ دلیل پائی جاتی ہے کہ گھوڑے، خچر اور گدھے کا گوشت حلال نہیں ہے۔ خچر اور گدھے کا گوشت حرام ہونے پر اتفاق ہے اور ایک حدیث میں ان کی حرمت کا صراحۃً ذکر بھی ہے، مگر گھوڑے کے معاملہ میں دو حدیثیں ہیں۔ ایک سے حلال اور دوسری سے حرام ہونا معلوم ہوتا ہے۔ اس لئے اس مسئلہ میں اختلاف رائے ہے۔ امام ابو حنیفہؒ نے ان کو مکروہ قرار دیا ہے۔ (معاف القرآن)

نوٹ۔3

آیت۔ مبر ۸ میں سواری کے تین جانور گھوڑے، خچر اور گدھے کا خاص طور پر بیان کرنے کے بعد فرمایا اور وہ پیدا کرے گا وہ چیزیں جن کو تم نہیں جانتے۔ اس میں وہ تمام نوایجاد سواریاں بھی داخل ہیں جن کا پرانے زمانے میں کوئی تصور بھی نہیں تھا، مثلاً ریل، موٹر، ہوائی جہاز وغیرہ جو اب تک ایجاد ہو چکے ہیں اور وہ تمام چیزیں بھی اس میں داخل ہیں جو آئندہ ایجاد ہوں گی۔ (معاف القرآن)

نوٹ۔4

توحید، رحمت اور ربوبیت کے دلائل پیش کر کے آیت نمبر۔۹۔ میں نبوت کی بھی ایک دلیل پیش کر دی گئی ہے۔ اس کا سمجھ لیں۔

دنیا میں انسان کے لئے فکر و عمل کے بہت سے مختلف راستے ممکن ہیں اور عملاً موجود بھی ہیں۔ ظاہر ہے یہ سارے راستے بیک وقت حق نہیں ہو سکتے۔ سچائی تو ایک ہی ہے اور صحیح نظریہ حیات صرف وہی ہو سکتا ہے جو اس سچائی کے مطابق ہو اور عمل کے بے شمار ممکن راستوں میں سے صحیح راستہ بھی صرف وہی ہو سکتا ہے جو صحیح نظریہ حیات پر مبنی ہو۔

اس صحیح راہ عمل سے واقف ہونا انسان کی اصل اور بنیادی ضرورت ہے۔ کیونکہ دوسری تمام چیزیں تو انسان کی صرف ان ضرورتوں کو پورا کرتی ہیں جو ایک بلند درجے کا جانور ہونے کی حیثیت سے اس کو لاحق ہوا کرتی ہیں۔ مگر یہ ایک ضرورت ایسی ہے جو انسان

ہونے کی حیثیت سے اس کو لاحق ہے۔ یہ اگر پوری نہ ہو تو اس کے معنی یہ ہیں کہ آدمی کی ساری زندگی ہی ناکام ہو گئی۔

اب غور کرو کہ جس خدا نے تمہیں وجود میں لانے سے پہلے تمہارے لئے یہ کچھ سروسامان مہیا کر کے رکھا اور جس نے وجود میں لانے کے بعد تمہاری حیوانی زندگی کی ایک ایک صرورت پورا کرنے کا اتنے بڑے پیمانے پر انتظام کیا، کیا اس سے تم یہ توقع رکھتے ہو کہ اس نے تمہاری انسانی زندگی کی اس اصلی ضرورت کو پورا کرنے کا بندوبست نہ کیا ہوگا؟ یہ بندوبست نبوت کے ذریعہ سے کیا گیا ہے۔ اگر تم نبوت کو نہیں مانتے تو بتاؤ کہ تمہارے خیال میں خدا نے انسان کی ہدایت کے لئے اور کون سا انتظام کیا ہے؟ اس کے جواب میں تم یہ نہیں کہہ سکتے کہ خدا نے ہمیں راستہ تلاش کرنے کے لئے عقل وفکر دے رکھی ہے، کیونکہ انسانی عقل وفکر پہلے ہی بے شمار مختلف راستے ایجاد کر بیٹھی ہے جو راہ راست کی صحیح دریافت میں اس کی ناکامی کا کھلا ثبوت ہے اور نہ تم یہ کہہ سکتے ہو کہ خدا نے ہماری رہنمائی کا کوئی انتظام نہیں کیا ہے۔ خدا کے ساتھ اس سے بڑھ کر بدگمانی اور کوئی نہیں ہوسکتی کہ وہ جانور ہونے کی حیثیت سے تو تمہاری پرورش کا اتنا مکمل انتظام کرے، مگر انسان ہونے کی حیثیت سے تم کو بھٹکنے کے لئے چھوڑ دے۔ (تفہیم القرآن)

آیت نمبر (10 تا 17)

ط	ر	و

(ک)

طَرَاوَۃً	نرم اور تروتازہ ہونا۔
طَرِیٌّ	فَعِیْلٌ کے وزن پر صفت ہے۔ تروتازہ۔ زیر مطالعہ آیت۔ 14

م	خ	ر

(ف۔ن)

مَخْرًا	پانی کو آواز کے ساتھ چیرنا
مَاخِرٌ	ج مَوَاخِرُ۔ اسم الفاعل ہے۔ پانی چیرنے والا۔ زیر مطالعہ آیت۔ 14

ترکیب

(آیت۔۱۱) وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ عطف ہے۔ یُنْۢبِتُ پر۔ آیت۔۱۲ وَسَخَّرَ کے مفعول وَالْقَمَرَ پر ختم ہو گئے۔ آگے نیا جملہ ہے جس میں وَالنُّجُوْمُ مبتدا ہے اور مُسَخَّرٰتٌ اس کی خبر ہے، اس لیے دونوں حالت رفع میں ہیں۔ (آیت۔ 13) مُخْتَلِفًا اسم الفاعل ہے اور حال ہونے کی وجہ سے حالت نصب میں ہے جبکہ اَلْوَانُ اس کا فاعل ہونے کی وجہ سے حالت رفع میں ہے۔ (آیت۔ 14) تَرَی کا مفعول ہونے کی وجہ سے اَلْفُلْكَ حالت نصب میں ہے جبکہ مَوَاخِرَ حال ہونے کی وجہ سے حالت نصب میں ہے۔ یہ اَلْفُلْكَ کی صفت نہیں ہوسکتا کیونکہ اَلْفُلْكَ معرف باللام ہے جبکہ مَوَاخِرَ نکرہ آیا ہے۔ فِیْهِ کی ضمیر اَلْبَحْرَ کے لئے ہے۔ (آیت۔ 15) رَوَاسِیَ۔ اَنْهٰرًا۔ سُبُلًا اور عَلٰمٰتٍ، یہ سب اَلْقٰی کا مفعول ہونے کی وجہ سے حالت نصب میں ہیں۔

ترجمہ:

هُوَ	الَّذِیٓ	اَنْزَلَ	مِنَ السَّمَآءِ	مَآءً	لَّكُمْ	مِّنْهُ
وہ	وہی ہے جس نے	اتارا	آسمان سے	پانی	تمہارے لئے	اس میں سے

شَرَابٌ	وَّمِنْهُ	شَجَرٌ	فِیْهِ	تُسِیْمُوْنَ ۝۱۰	یُنْۢبِتُ
پینے کی چیز ہے	اور اسی سے	ایسے درخت (پیدا ہوتے ہیں)	جن میں	تم لوگ مویشی چراتے ہو	وہ اگاتا ہے

لَكُمْ	بِهِ	الزَّرْعَ	وَالزَّيْتُوْنَ	وَالنَّخِيْلَ	1133 وَالْاَعْنَابَ
تمہارے لئے	اس سے	کھیتی کو	اور زیتون کو	اور کھجوروں کو	اور انگوروں کو

وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ؕ	اِنَّ	فِيْ ذٰلِكَ	لَاٰيَةً	لِّقَوْمٍ
اور ہر قسم کے پھل	بیشک	اس میں	یقیناً ایک نشانی ہے	ایسے لوگوں کے لئے جو

يَّتَفَكَّرُوْنَ ⑪	وَسَخَّرَ	لَكُمُ	الَّيْلَ	وَالنَّهَارَ ۙ	وَالشَّمْسَ	وَالْقَمَرَ ؕ
غور و فکر کرتے ہیں	اور اس نے مسخر کیا	تمہارے لئے	رات کو	اور دن کو	اور سورج کو	اور چاند کو

وَالنُّجُوْمُ	مُسَخَّرٰتٌۢ	بِاَمْرِهٖ ؕ	اِنَّ	فِيْ ذٰلِكَ	لَاٰيٰتٍ
اور تمام ستارے	مسخر کئے گئے ہیں	اس کے حکم سے	بیشک	اس میں	یقیناً نشانیاں ہیں

لِّقَوْمٍ	يَّعْقِلُوْنَ ⑫ ۙ	وَمَا
ایسے لوگوں کے لئے جو	سوچ سمجھ سے کام لیتے ہیں	اور اس میں (بھی نشانیاں ہیں) جو

ذَرَاَ	لَكُمْ	فِي الْاَرْضِ	مُخْتَلِفًا	اَلْوَانُهٗ ؕ	اِنَّ
اس نے بکھیرا	تمہارے لئے	زمین میں	مختلف ہوتے ہوئے	ان کے رنگ	بیشک

فِيْ ذٰلِكَ	لَاٰيَةً	لِّقَوْمٍ	يَّذَّكَّرُوْنَ ⑬	وَهُوَ
اس میں	یقیناً ایک نشانی ہے	ایسے لوگوں کے لئے جو	نصیحت پکڑتے ہیں	اور وہ

الَّذِيْ	سَخَّرَ	الْبَحْرَ	لِتَاْكُلُوْا	مِنْهُ	لَحْمًا طَرِيًّا
وہی ہے جس نے	مسخر کیا	سمندر کو	تاکہ تم لوگ کھاؤ	اس میں سے	تازہ گوشت
وَّتَسْتَخْرِجُوْا	مِنْهُ	حِلْيَةً	تَلْبَسُوْنَهَا ۚ	وَتَرَى	الْفُلْكَ
اور تاکہ تم لوگ نکالو	اس میں سے	ایسے زیور	تم لوگ پہنتے ہو جن کو	اور تو دیکھتا ہے	کشتیوں کو

مَوَاخِرَ	فِيْهِ	وَلِتَبْتَغُوْا	مِنْ فَضْلِهٖ	وَلَعَلَّكُمْ
پانی چیرنے والی ہوتے ہوئے	اس میں	اور تاکہ تم لوگ تلاش کرو	اس کے فضل میں سے	اور تاکہ تم لوگ

تَشْكُرُوْنَ ⑭	وَاَلْقٰى	فِي الْاَرْضِ	رَوَاسِيَ	اَنْ	تَمِيْدَ بِكُمْ
شکر کرو	اور اس نے ڈالے	زمین میں	پہاڑ	کہ کہیں	وہ تم کو لے کر ڈگمگانے نہ لگے

وَاَنْهٰرًا	وَّسُبُلًا	لَّعَلَّكُمْ	تَهْتَدُوْنَ ⑮ ۙ	وَّعَلٰمٰتٍ ؕ
اور نہریں	اور راستے	تم لوگ	راہ پاؤ	اور کچھ علامتیں (بھی ڈالیں)

وَبِالنَّجْمِ	هُمْ	يَهْتَدُوْنَ ⑯	اَفَمَنْ	يَّخْلُقُ	1133 كَمَنْ
اوراس ستارے سے	وہ لوگ	راہ پاتے ہیں	تو کیا وہ جو	پیدا کرتا ہے	اس کی مانند ہے جو
لَّا يَخْلُقُ ۭ			اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ⑰		
پیدا نہیں کرتا			تو کیا تم لوگ نصیحت نہیں پکڑو گے		

نوٹ۔1

اس سورہ کی ابتداء شرک کی نفی سے ہوئی ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سے بہت بلند ہے جن کو لوگ اس کی ذات وصفات میں شریک کرتے ہیں۔اس کے بعد آیت نمبر۔16 تک آفاق وانفس کی بہت سی نشانیاں پے در پے بیان کی گئی ہیں۔ان سے یہ ذہن نشین کرانا مقصود ہے کہ انسان اپنے وجود سے لے کر زمین وآسمان کے گوشے گوشے تک جدھر چاہے نظر دوڑا کر دیکھ لے، ہر چیز پیغمبر کے بیان کی تصدیق کر رہی ہے۔کہیں سے بھی شرک یا دہریت کی تائید میں کوئی شہادت فراہم نہیں ہوتی۔

پھر آیت نمبر۔١٧ میں سوال کیا گیا کہ اگر تم مانتے ہو(جیسا کہ فی الواقع مکہ کے مشرکین بھی مانتے تھے اور دنیا کے دوسرے مشرکین بھی مانتے ہیں) کہ خالق اللہ ہی ہے اور اس کائنات میں تمہارے ٹھہرائے ہوئے شریکوں میں سے کسی کا کچھ بھی پیدا کیا ہوا نہیں ہے،تو پھر کیسے ہوسکتا ہے کہ غیر خالق ہستیوں کی حیثیت خود خالق کے برابر ہو یا کسی طرح بھی اس کے مانند ہو۔ کیسے باور کیا جاسکتا ہے کہ خالق اور غیر خالق کی صفات ایک جیسی ہوں گی ، یا وہ ایک جنس کے افراد ہوں گے حتیٰ کہ ان کے درمیان باپ اور اولاد کا رشتہ ہوگا ؟(تفہیم القرآن)

آیت نمبر(18 تا25)

ترکیب

(آیت۔20) يَدْعُوْنَ کا فاعل اس میں شامل هُمْ کی ضمیر ہے اور وَالَّذِيْنَ اس کا مفعول مقدم ہے۔(آیت۔21) اَمْوَاتٌ خبر ہے۔اس کا مبتدا هُمْ محذوف ہے۔اسی طرح غَيْرُ اَحْيَاۗءٍ بھی خبر ہے اور اس کا بھی مبتدا هُمْ محذوف ہے۔(آیت۔23) اِنَّهٗ کو ضمیر الشان ماننا بہتر ہے۔(آیت۔25) لِيَحْمِلُوْٓا پر جو لام ہے اسے لام کَیْ کے بجائے لام عاقبت (بمعنی آخر کار) ماننا بہتر ہے۔يُضِلُّوْنَ کا فاعل اس میں شامل هُمْ کی ضمیر ہے اور اس کا مفعول اَلَّذِيْنَ مقدم ہے۔ يُضِلُّوْنَ کے ساتھ هُمْ کی ضمیر اَلَّذِيْنَ کی ضمیر عائد ہے۔

ترجمہ:

وَاِنْ	تَعُدُّوْا	نِعْمَةَ اللّٰهِ	لَا تُحْصُوْهَا ۭ	اِنَّ	اللّٰهَ
اور اگر	تم لوگ گنتی کرو گے	اللہ کی نعمتوں کی	تو شمار پورا نہ کر پاؤ گے اس کا	بیشک	اللہ

لَغَفُوْرٌ	رَّحِيْمٌ ⑱	وَاللّٰهُ	يَعْلَمُ	مَا
یقیناً بے انتہا بخشنے والا ہے	ہر حال میں رحم کرنے والا ہے	اور اللہ	جانتا ہے	اس کو جو

تُسِرُّوْنَ	وَمَا	تُعْلِنُوْنَ ⑲	وَالَّذِيْنَ	يَدْعُوْنَ
تم لوگ چھپاتے ہو	اور اس کو جو	تم لوگ اعلان کرتے ہو	اور وہ لوگ جن کو	یہ لوگ پکارتے ہیں
مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ	لَا يَخْلُقُوْنَ	شَيْـــًٔا	وَّهُمْ	يُخْلَقُوْنَ ⑳ۭ
اللہ کے علاوہ	وہ پیدا نہیں کرتے	کوئی چیز	اور وہ (تو خود)	پیدا کئے گئے ہیں

اَمْوَاتٌ	غَيْرُ اَحْيَآءٍ	وَمَا يَشْعُرُوْنَ	1133 اَيَّانَ
(وہ لوگ) مردہ ہیں	(وہ لوگ) کسی جان کے بغیر ہیں	اور وہ شعور نہیں رکھتے	کہ کب

يُبْعَثُوْنَ ۲۱	اِلٰهُكُمْ	اِلٰهٌ وَّاحِدٌ	فَالَّذِيْنَ	لَا يُؤْمِنُوْنَ
وہ اٹھائے جائیں گے	تم لوگوں کا الہٰ	واحد الہٰ ہے	پس وہ لوگ جو	ایمان نہیں رکھتے

بِالْاٰخِرَةِ	قُلُوْبُهُمْ	مُّنْكِرَةٌ	وَّهُمْ	مُّسْتَكْبِرُوْنَ ۲۲
آخرت پر	ان کے دل	انکار کرنے والے ہیں	اور وہ لوگ	بڑائی چاہنے والے ہیں

لَا جَرَمَ	اَنَّ	اللّٰهَ	يَعْلَمُ	مَا	يُسِرُّوْنَ	وَمَا	يُعْلِنُوْنَ
کوئی شک نہیں ہے	کہ	اللہ	جانتا ہے	اس کو جو	یہ لوگ چھپاتے ہیں	اور اس کو جو	تکبر کرتے ہیں

اِنَّهٗ	لَا يُحِبُّ	الْمُسْتَكْبِرِيْنَ ۲۳	وَاِذَا	قِيْلَ	لَهُمْ
حقیقت یہ ہے کہ	وہ پسند نہیں کرتا	تکبر کرنے والوں کو	اور جب بھی	کہا جاتا ہے	سو ان سے

مَّاذَآ	اَنْزَلَ	رَبُّكُمْ	قَالُوْٓا	اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ۲۴	لِيَحْمِلُوْٓا
کیا	اتارا	تمہارے رب نے	تو وہ کہتے ہیں	پہلے لوگوں کے افسانے ہیں	نتیجتاً وہ اٹھائیں گے

اَوْزَارَهُمْ	كَامِلَةً	يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ	وَمِنْ اَوْزَارِ الَّذِيْنَ	يُضِلُّوْنَهُمْ
اپنے بوجھ	پورے پورے	قیامت کے دن	اور ان کے بوجھوں میں سے	انہوں نے گمراہ کیا جن کو

بِغَيْرِ عِلْمٍ	اَلَا	سَآءَ	مَا	يَزِرُوْنَ ۲۵
کسی علم کے بغیر	خبردار!	برا ہے	وہ جو	یہ لوگ اٹھائیں گے

نوٹ۔1

آیت نمبر۔20۔21 کے الفاظ بتا رہے ہیں کہ یہاں جن بناوٹی معبودوں کی تردید کی جارہی ہے وہ فرشتے یا جن یا شیاطین یا لکڑی پتھر کی مورتیاں نہیں ہیں بلکہ اصحاب قبور ہیں۔ اسی لئے کہ فرشتے اور شیاطین تو زندہ ہیں، ان پر اَمْوَاتٌ غَيْرُ اَحْيَآءٍ کے الفاظ کا اطلاق نہیں ہوسکتا۔ اور لکڑی پتھر کی مورتیوں کے معاملہ میں بعث بعد الموت کا کوئی سوال نہیں ہے۔ اس لئے مَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ کے الفاظ انہیں بھی خارج از بحث کردیتے ہیں اب لامحالہ اس میں اَلَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ سے مراد وہ انبیاء اولیاء، شہداء اور صالحین ہیں جن کو غالی معتقدین اپنی حاجت روائی کے لئے پکارنا شروع کردیتے ہیں۔ اگر کوئی یہ کہے کہ عرب میں اس نوعیت کے معبود نہیں پائے جاتے تھے تو یہ جاہلیت عرب کی تاریخ سے ان کی ناواقفیت کا ثبوت ہے۔ عرب کے متعدد قبائل میں کثرت سے عیسائی اور یہودی پائے جاتے تھے اور یہ دونوں مذاہب بری طرح انبیاء، اولیاء، اور شہداء کی پرستش سے آلودہ تھے۔ پھر مشرکین عرب کے بہت سے معبود گزرے ہوئے انسان ہی تھے جنہیں بعد کی نسلوں نے خدا بنا لیا تھا۔ بخاری میں ابن عباسؓ کی روایت ہے کہ وَدّ، سواع، یغوث، یعوق، نسر، یہ سب صالحین کے نام ہیں جنہیں بعد کے لوگ بت بنا بیٹھے۔ بی بی عائشہؓ کی روایت ہے اساف اور نائلہ دونوں انسان تھے۔ اسی طرح کی روایات لات، منات اور عزیٰ کے بارے میں بھی موجود ہیں۔ (تفہیم القرآن)

1133

صفحہ نمبر 1131 نہیں ہے

1133

صفحہ نمبر 1132 نہیں ہے

تَاْتِيَهُمُ	الْمَلٰٓئِكَةُ	اَوْ	يَاْتِيَ	اَمْرُ رَبِّكَ ؕ	كَذٰلِكَ	فَعَلَ	الَّذِيْنَ
آئیں ان کے پاس	فرشتے	یا	پہنچے	آپؐ کے رب کا حکم	اسی طرح	کیا	انہوں نے جو

مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ	وَمَا ظَلَمَهُمُ	اللّٰهُ	وَلٰكِنْ	كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۳۳﴾
ان سے پہلے تھے	اور ظلم نہیں کیا ان پر	اللہ نے	اور لیکن	وہ لوگ اپنے آپ پر ظلم کرتے تھے

فَاَصَابَهُمْ	سَيِّاٰتُ مَا	عَمِلُوْا	وَحَاقَ	بِهِمْ	مَّا	كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۳۴﴾ ع
تو لگیں ان کو	اس کی برائیاں جو	انہوں نے عمل کیا	اور چھا گیا	ان پر	وہ	جس کا وہ مذاق اڑاتے تھے

نوٹ۔1

اس سورہ کی آیات ۲۸۔۲۹ میں اور پھر آیت۔ ۳۲ میں ان لوگوں سے فرشتوں کی گفتگو کا ذکر ہے جن کی وہ روح قبض کرتے ہیں۔ یہ آیات قرآن مجید کی ان متعدد آیات میں سے ہیں جو عذاب وثواب قبر کا ثبوت دیتی ہیں، حدیث میں قبر کا لفظ مجازاً عالم برزخ کے لئے استعمال ہوا ہے۔ اس سے مراد وہ عالم ہے جس میں موت کی آخری ہچکی سے لے کر بعث بعد الموت کے پہلے جھٹکے تک انسانی، عذاب یا ثواب نہ ہوگا۔ لیکن یہاں ءیکھئے کہ کفار کی روحیں جب قبض کی جاتی ہیں تو وہ موت کی سرحد کے پار کا حال پانی تو قعات کے خلاف پا کر سراسیمہ ہوجاتی ہیں اور فوراً اسلام ٹھونک کر ملائکہ کو یقین دلانے کی کوشش کرتی ہیں کہ ہم کوئی برا کام نہیں کر رہے تھے۔ جواب میں ملائکہ ان کو جہنم کی پیشگی خبر دیتے ہیں۔ دوسری طرف متقی لوگوں کی روحیں شعور، عذاب اور ثواب کا اس سے بھی زیادہ کھلا ہوا کوئی ثبوت درکات ہے؟ سب سے زیادہ صاف الفاظ میں عذاب برزخ کی تصریح سورہ مومن کی آیات۔ ۴۵۔۴۶ میں کی گئی ہے جہاں اللہ تعالیٰ فرعون اور اٰلِ فرعون کے متعلق فرماتا ہے کہ ”ایک سخت عذاب ان کو گھیرے ہوئے ہے، یعنی صبح وشام وہ آگ کے سامنے پیش کئے جاتے ہیں، پھر جب قیامت کی گھڑی آجائے گی تو حکم دیا جائے گا کہ اٰلِ فرعون کو شدید تر عذاب میں داخل کرو۔

حقیقت یہ ہے کہ قرآن وحدیث دونوں سے موت اور قیامت کے درمیان حالت کا ایک ہی نقشہ معلوم ہوتا ہے اور وہ یہ ہے کہ موت محض جسم وروح کی علیحدگی کا نام ہے، نہ کہ بالکل معدوم ہوجانے کا۔ جسم سے علیحدہ ہوجانے کے بعد روح معدوم نہیں ہو جاتی، بلکہ اس پوری شخصیت کے ساتھ زندہ رہتی ہے جو دنیا کی زندگی کے تجربات اور ذہنی واخلاقی اکتسابات سے بنی تھی۔ اس حالت میں روح کے شعور، احساس، مشاہدات اور تجربات کی کیفیت خواب سے ملتی جلتی ہوتی ہے۔ (تفہیم القرآن، ج:۲،ص:۵۳۶)